© rasailojaraid.com



پسندی کا مظہر ہو۔ جس کے افراد نہ صرف یہ کہ نیکو کار ہوں بلکہ نیکی اور بھلائی کے فروغ کے لئے کوشاں ہوں۔ بدی سے اجتناب کرتے ہوں اور دوسروں کو بھی برائی سے بچنے کی تلقین کرتے ہوں۔ ایسے معاشرہ کے افراد جہاں کہیں بھی ہوں گے اور جس زمانے میں بھی ہوں گے 'خیر اُمت' یعنی اچھی امت کہلائیں گے اور ایسے افراد زمانے اور حالات کے تقاضوں کے پیش نظر جو نظام بھی اپنائیں گے وہ یقیناً اچھا نظام ہوگا، اسلامی نظام ہوگا کیونکہ اس نظام کے اساسی اصول قرآن وسنت سے مستنبط ہوں گے اور نظام کو چلانے والے خود بھی قرآن وسنت (شریعت) کے پابند ہوں گے۔ (۲)

اسلام محض سیاسی، معاشرتی یا معاشی مذہب نہیں ہے بلکہ ایک دین ہے جو اچھے اور نیکوکار افراد پر مشتمل عالمگیر معاشرہ کی تشکیل کا تصور پیش کرتا ہے۔ اس ضمن میں جہاں ضرورت سمجھی گئی وہاں اللہ تعالیٰ نے معاشرت، معیشت، سیاست کے بارے میں بھی رہنمائی فرمائی ہے۔ لیکن مخصوص اور واضح نظام (جمہوری، پارلیمانی، اور صدارتی نظام اشتراکیت یا سرمایہ داری وغیرہ) کے لئے پابند نہیں کیا گیا ہے۔ چنانچہ علاقائی اور وقتی ضرورت کے پیش نظر کوئی بھی طرز حکومت اختیار کیا جائے، لیکن ساتھ ہی یہ بھی ضروری ہے کہ مغربی نظاموں کو اسلام سے ہم آہنگ کرنے کی کوشش نہ کی جائے۔ بقول شاعر ؎

جو قوم کہ فیضان سماوی سے ہو محروم حد اس کے کمالات کی ہے برق و بخارات

ہماری دنیا کی باقی اقوام سے ہمارا ضمیر ہمارا امزاج اور ہمارا نصب العین مختلف ہے۔ آج کا المیہ یہی ہے کہ فیضان سماوی کے سرچشموں سے محروم انسان، کسی دوسرے کے وجود کو تسلیم کرنے کے بجائے اپنی ''انا'' کی تلوار لہرا رہا ہے۔ جو جتنا قوی ہے، لطیف انسانی احساسات سے اتنا ہی محروم ہے۔ مادی قوت نے رعونت کی شکل اختیار کر لی ہے اور رعونت نے تحمل و برداشت، انسان دوستی، ہمدردی، غمگساری، عدل و مساوات اور احترام آدمیت جیسی اعلیٰ صفات کو نگلنا شروع کر دیا ہے۔

حاضرین محترم! عہد حاضر کا دوسرا المیہ اخلاقی معیارات کا زوال ہے۔ طاقت نے انا پرستی اور انا پرستی نے خودسری کو جنم دیا۔ چنانچہ مادی قوت سے آراستہ قومیں صدیوں سے مسلمہ اخلاقی اصولوں اور تہذیبی ضابطوں کو بھی اپنی مرضی کے معنی پہنا رہی ہیں۔ انہوں نے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com



لفظ اور معنی کا رشتہ اس طرح تبدیل کر دیا ہے کہ ہر ملک اور ہر جغرافیائی خطے کے لئے نئی لغت تیار کی جاتی ہے۔ ان کے نزدیک براعظموں اور ملکوں کی سرحدیں تبدیل ہونے کے ساتھ ہی جمہوریت، انسانی حقوق، عدل وانصاف، محکوم کی آزادی، حریت پسندی اور عزت نفس کا مفہوم بھی بدل جاتا ہے۔ یہی حال عدم برداشت کے رویے کا ہے۔ دل چاہے تو وہ قیامت خیز طوفانوں کو بھی نظرانداز کر جاتے ہیں اور جی چاہے تو بارش کا ایک قطرہ بھی ان کے پیمانہ صبر کو لبریز کر دیتا ہے۔

معزز حاضرین! نبی آخرالزماں، محسنِ انسانیت حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا اسوۂ حسنہ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات عالیہ، صرف کسی ایک گروہ انسانی یا کسی مخصوص زمانے تک محدود نہیں۔ یہ قیامت تک کے بنی نوع انسان کے لئے وہ منشور حیات ہے جو ہر عہد اور ہر خطے کے انسان کی رہنمائی کرتا رہے گا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر قسم کے نسلی، لسانی، علاقائی اور گروہی تعصبات کا خاتمہ کر دیا۔ خطبہ حجۃ الوداع تہذیب انسانی کا وہ پہلا جامع آئین ہے جس نے احترامِ آدمیت اور انسانی حقوق کے بنیادی اصول متعین کئے۔ مادی فخر وغرور کے سارے بت پاش پاش کر کے کردار وعمل کو انسانی فضیلت و برتری کا معیار قرار دیا۔ ظلم وجبر کی نفی کر کے عفو ودرگزر، تحمل و برداشت اور انسانی دوستی کی اعلیٰ صفات کا درس دیا۔ آپ کی حیاتِ طیبہ میں سینکڑوں مراحل ایسے آئے جہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انتقام کے بجائے تحمل و برداشت سے کام لیا، اس لئے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بہرحال دونوں جہانوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجے گئے تھے۔ رحمت وشفقت، انسان دوستی اور امن وسلامتی اسلام کے آفاقی پیغام کا بنیادی جوہر ہیں اور حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ طیبہ اسی جوہر کا عکس جمیل ہے۔

وہ نبیوں میں رحمت لقب پانے والا — مرادیں غریبوں کی بر لانے والا
اتر کر حرا سے سوئے قوم آیا — پھر وہ اپنے پرائے کا غم کھانے والا
مصیبت میں غیروں کے کام آنے والا

انتہاء پسندی، فکری جمود، فکری تعصب کے عالمی رجحان کے ساتھ ساتھ ہمیں خود امت مسلمہ خاص طور پر پاکستان کی داخلی صورتِ حال کے تناظر میں بھی دیکھنا چاہئے کہ وحدت وہم آہنگی کا رشتہ کیوں کمزور پڑ رہا ہے؟ جس دین نے ہر قسم کے تعصب کو مٹا دیا تھا اس

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com



کے پیروکار عصبیت، فرقہ پرستی اور تنگ نظری جیسی بیماریوں کا کیوں شکار ہوئے ہیں؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت و عقیدت کا دم بھرنے والا، فرد اور ملت کے باہمی رشتہ تعلق کو کیوں بھلا بیٹھے ہیں۔

حضرت علامہ اقبالؒ نے اپنے اشعار میں جس کا مفہوم یہ ہے کہ انسانوں کے باہمی ربط و تعلق کی داستان نہایت قدیم ہے۔ اس کے بارے میں کوئی نہیں جانتا۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ایک صاحبِ دل ہستی یعنی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس دنیا میں مبعوث فرمایا۔ یہ وہ ہستی ہے کہ جس نے زمین پر بسنے والے انسان کا رشتہ آسمان پر اللہ تعالیٰ سے جوڑ دیا اور زندگی کے بکھرے ہوئے اجزاء کو ایک مربوط لڑی میں پرو دیا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک نیا اندازِ نظر پیدا کیا اور دشت و صحرا میں لالہ وگل کھلائے۔ ہم اسی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے امتی ہیں۔ اس کائنات کی رونقیں ہمارے دم سے ہیں۔ یہ علامہ اقبال کے خیالات ہیں۔ ہم اس دنیا میں آخری قوم اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ہم پر اپنی شریعت اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر اپنی رسالت ختم کردی۔ ہر کثرت، وحدت کی بنیاد پر زندہ ہے اور امت مسلمہ کی وحدت کی بنیاد دین فطرت یعنی اسلام ہے۔ اگر ہم اس وحدت پر قائم ہیں تو ہمارا وجود ابد تک قائم رہے گا۔

برادرانِ محترم! آیئے محسنِ انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کو مشعل راہ بنائیں اور اپنے معاشرے کو ان صفات سے مزین کریں جو ایک مثالی اسلامی معاشرے کا حسن ہیں۔ دنیا کو انتہاء پسندی اور دیگر اخلاقی عوارض سے نجات دلانے کا واحد راستہ یہی ہے کہ تعلیماتِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا دم بھرنے والے اپنے آپ کو ان تعلیمات کے سانچے میں ڈھال لیں۔

## اعتدال پسندی رواداری اور روشن خیالی کا مفہوم

مغرب میں انسانی زندگی کو دینیت اور لادینیت، روحانیت اور مادیت، مذہب اور ریاست کی مکمل اور مطلق ثنویت میں تقسیم کیا گیا ہے، اس سے پہلے انسان کی تمام تر زندگی کی تشکیل خواہ وہ پرائیویٹ ہو یا معاشرتی سب مذہبی عقائد پر ہی ہوتی تھی۔ مذہبی اقدار و اصول زندگی کے ہر پہلو پر حاوی ہوتے تھے۔ عقائد، اخلاق، آداب و قوانین اور رسوم و رواج سب ایک ہی کل کے مربوط اجزا سمجھے جاتے تھے۔ قرآن نے دین کے معاملے میں مکمل آزادی کا

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com



اعلان کیا، اس آزادی کا مفہوم مشہور صدر روزولٹ کی اعلان کردہ ''چار آزادیوں'' سے کہیں زیادہ وسیع ہے۔ اس کا واضح مطلب یہ ہے کہ اگر کسی سلطنت میں کوئی قوم یا ملت اپنے شخصی قانون کی پیروی پر مصر ہو، تو اسے اس کی پوری آزادی ہونی چاہئے اور اس آزادی کو برداشت کرنا چاہئے، اگرچہ دوسرے حقوق کی طرح اس حق کا استعمال بھی چند حدود کے اندر محصور ہوگا۔ اگر یہ بنیادی اخلاقی اقدار کے خلاف ہو یا معاشرے کے امن اور ملک کے دفاع میں خلل انداز ہو، تو اس پر عمل کرنے کی کلی ممانعت ہوگی، خواہ وہ کسی ملت یا قوم کے مذہب کا جزو ہی کیوں نہ ہو، مثلاً ایک اسلامی مملکت میں کسی بیوہ کو اپنے خاوند کی چتا پر جلنے کی اجازت نہیں دی جاسکتی، خواہ کسی ملت کے نزدیک یہ عمل کتنا ہی پسندیدہ کیوں نہ ہو۔ اسی طرح ہر حالت میں بلا تفریق مذہب و ملت ربوا، جوا اور زنا مکمل طور پر حرام ہوں گے۔ اس قسم کی حدود اور پابندیوں کو ملحوظ رکھتے ہوئے مختلف ملتوں اور قوموں کو اپنے عقائد و اعمال کے مطابق زندگی بسر کرنے کی مکمل آزادی ہوگی۔ (۳) اور اس بنیادی اصول کا جواز قرآن حکیم کی اس آیت لا اکراہ فی الدین (۴) سے مستنبط ہے۔

## اعتدال اور روشن خیالی کے مفہوم کی وسعت

اعتدال پسند ہمہ جہت پہلو کا حامل ہے، بنیادی طور پر اس کا تعلق اخلاق سے ہے یعنی اعلیٰ اخلاقی قدریں انتہاء پسندی، روشن خیالی کی صفت لوگوں کے ماحول اور طبیعتوں کے حوالہ سے پروان چڑھتی ہے۔ اس میں کسی جنس کی تخصیص نہیں کی جاسکتی کہ مرد میں زیادہ ہوتی ہے یا عورت میں ہاں یہ ضرور ہے کہ بچوں اور بوڑھوں میں عدم برداشت کی صفت بنسبت نوجوانوں کے زیادہ ہوتی ہے، بچے میں قویٰ کے ناقص ہونے اور بوڑھے میں قویٰ کے ضعف کی وجہ سے یہی وجہ ہے بوڑھے جلد خفا اور بچے جلد خوش ہو جاتے ہیں۔ اگر کوئی شخص محنت کرے تو با آسانی اپنے اندر برداشت کی صفت پیدا کر لیتا ہے۔

## انتہاء پسندی کے سات مظاہر اور نقصانات کا فلسفہ:

انسان کی جب قوت برداشت جواب دے جاتی ہے تو اس وقت وہ جنون کی اقسام میں سے ایک قسم کا شکار ہوتا ہے اور اس انتہاء پسندی کے نتیجے میں اس سے ایسے اعمال سرزد ہو

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com



جاتے ہیں جن کا جسمانی، مالی، نقصان ساری زندگی بلکہ اس کے بعد بھی بھگتنا پڑتا ہے۔ انتہاء پسندی، فکری جمود، فکری تعصب کے مضرت رساں سات پہلو ہیں جنہیں میں مختصر اشارات کی شکل میں واضح کئے دیتی ہوں۔

۱۔ پہلا یہ کہ انتہاء پسندی کے نتیجہ میں انسان دوسرے کو جسمانی، جانی یا مالی نقصان پہنچاتا ہے تا کہ اپنے غصہ کی تسکین کر سکے۔ اسلام کسی بھی شخص کو بدلہ لینے سے نہیں روکتا، لیکن خود بدلہ لینے کی بھی اجازت نہیں دیتا، بلکہ اس سلسلہ میں قاضی/ جج کی ذمہ داری ہے وہ متاثرہ شخص کو بدلہ مالی، جسمانی، دلوائے، یہ اس لئے ہے کہ متاثرہ شخص جب خود بدلہ لے گا تو غصہ کی وجہ سے وہ حد اعتدال سے باہر نکل جائے گا اور انصاف کا مقام مجروح ہوگا۔

۲۔ دوسرا یہ کہ انتہاء پسندی کے نتیجہ میں انسان اگر مذکورہ شخص سے زیادتی کا بدلہ نہیں لے سکتا ہے تو وہ یہ غصہ کسی پر تشدد کر کے زائل کرتا ہے اور اس تشدد کا شکار ہونے والے چار طبقے ہوتے ہیں۔

الف: ماتحت ملازمین۔ ان کو برا بھلا کہتا ہے، مارتا پیٹتا ہے،

ب: بچے - استاذ ہے تو بچوں پر تشدد کرتا ہے ڈانٹتا ہے، اگر اپنے بچے ہیں تو بھی ان کے ساتھ مختلف نوعیتوں کی زیادتی کا ارتکاب کرتا ہے۔

ج: خواتین۔ کوئی نہ ملے تو بیویوں پر یہ غصہ کبھی تشدد کی صورت میں کبھی گالیوں کی صورت میں اور کبھی باورچی خانے میں جلا کر نکالا جاتا ہے۔

د: بوڑھے۔ کبھی انتہاء پسندی کا شکار اپنے بزرگ ہی بنتے ہیں۔

۳۔ تیسرے یہ کہ یہ انتہاء پسندی کبھی مذہبی اختلاف کی صورت میں نمایاں ہوتی ہے۔ ردعمل میں انسان مشتعل ہو کر مخالف کو آخری درجہ میں پہنچا دیتا ہے۔ اسے فاسق سے کافر جاہل سے واجب القتل تک قرار دے دیتا ہے۔

۴۔ چوتھے یہ کہ یہ انتہاء پسندی کبھی عصر حاضر کی سیاست سے وجود میں آتی ہے اور مخالف کی کسی بات یا وابستگی سے برافروختہ ہو کر اس کے جسمانی یا مالی نقصان کا ذریعہ بنتی ہے۔ آج کے مروجہ نعرے اسی عدم برداشت کا شکار ہیں۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com



۵۔ پانچویں یہ کہ یہ انتہاء پسندی کبھی عزت و آبرو کے پامال ہونے کی وجہ سے ہوتی ہے اور انسان مخالف کی زیادتی کا جواب خود اس مخالف کو دینے یا دلوانے کے بجائے اس کی ماں، بہن، بیٹی، کو دیتا ہے۔

۶۔ چھٹے یہ کہ اگر اس انتہاء پسندی کے سبب کا ازالہ نہیں ہوتا ہے تو دل ہی دل میں منصوبے بناتا ہے، حسد و بغض کی آگ میں جلتا اور مخالف کو جلانے کے منصوبے بناتے بناتے خود ہی فنا ہو جاتا ہے۔

۷۔ ساتویں یہ کہ اگر پست ہمت ہو تو اس انتہاء پسندی کے نتیجے میں خودکشی کر لیتا ہے اور اپنا ہی نقصان کر بیٹھتا ہے۔ چونکہ ''انتہاء پسندی'' کے نتیجے میں مندرجہ بالا حرام افعال اور ظلم سرزد ہوتا ہے اس لئے اسلام نے اعتدال پسندی اور روشن خیالی اختیار کرنے کا حکم دیا ہے۔

**اعتدال پسندی نبوت محمدیہ ﷺ کی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہے**

**یہاں یہ بات دلچسپی سے خالی نہیں کہ کتب مقدسہ سے معلوم ہوتا ہے**

**اعتدال پسندی حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی نبوت کی علامات میں سے ایک علامت**

سبیل الھدیٰ والرشاد میں دلچسپ واقعہ منقول ہے! عبداللہ بن سلام سے مروی ہے کہ زید بن سعنہ جو یہود کا بڑا جید عالم تھا، اس نے بتایا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نبوت کی جتنی علامتیں ہماری کتب میں بیان کی گئی ہیں میں نے ان سب کا مشاہدہ کر لیا وہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم میں بدرجہ اتم پائی جاتی ہیں مگر دو علامتیں ایسی تھیں جن کے بارے میں میں نے ابھی حضور ﷺ کی آزمائش نہیں کی تھی وہ دو باتیں یہ تھیں۔ ان یسبق حلمہ جھلہ ''اس کا حلم، اس کے جہل سے سبقت لے جاتا ہے۔'' ولا تزیدہ شدۃ الجھل الا حلما ''حضور ﷺ پر جہالت اور حماقت کا جتنا مظاہرہ کیا جائے اتنا ہی حضور ﷺ کے حلم میں اضافہ ہوتا ہے۔''

میں ان دو صفات کا حضور ﷺ میں مشاہدہ کرنا چاہتا تھا۔ چنانچہ میں نے اس مقصد کے لئے سرور عالم ﷺ سے کھجوریں خریدیں اور ان کی قیمت نقد ادا کر دی۔ حضور نے وہ کھجوریں میرے حوالے کرنے کے لئے ایک تاریخ مقرر فرما دی۔ ابھی اس معیاد کو دو دن باقی تھے کہ میں آ گیا اور کھجوروں کا مطالبہ کر دیا۔ میں نے حضور ﷺ کی قمیص اور چادر کو زور

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com



سے پکڑ لیا اور بڑا غضبناک چہرہ بنا کر آپ ﷺ کی طرف دیکھنا شروع کیا۔ پھر میں نے حضور ﷺ کا نام لے کر کہا۔ ''کیا تم میرا حق ادا نہیں کرو گے، اے عبدالمطلب کی اولاد! بخدا تم بہت ٹال مٹول کرنے والے ہو مجھے تمہاری اس عادت کا پہلے سے تجربہ ہے'' اس وقت حضرت فاروق اعظمؓ بارگاہ اقدس میں حاضر تھے انہوں نے جب ابن سعنہ کی یہ گستاخانہ گفتگو سنی۔ تو اس کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

ای عدو اللّٰہ ! اتقول لرسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم ما اسمع ۔

اے اللہ کے دشمن! تم یہ بکواس اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ کے بارے میں میری موجودگی میں کر رہے ہو۔ تمہیں شرم نہیں آتی۔

نبی کریم ﷺ حضرت عمر کی اس گفتگو کو بڑے سکون وتحمل کے ساتھ سنتے رہے اور مسکراتے رہے پھر حضرت عمرؓ کو فرمایا۔

انا وھو کنا احوج الی غیر ھذا منک یا عمر تامرنی بحسن الاداءِ وتامرہ بحسن التباعۃ ۔

''اے عمر! جو بات تو نے اسے کہی ہے ہمیں تو اس سے بہتر بات کی توقع تھی۔ تمہیں چاہئے تھا کہ مجھے کہتے کہ میں حسن وخوبی سے اس کی کھجوریں اس کے حوالے کر دوں اور اسے کہتے کہ وہ اپنے حق کا مطالبہ شائستگی سے کر'' عمر جاؤ۔ اور اس کا حق (کھجوریں) اس کے حوالے کر دو اور جتنا اس کا حق ہے اس سے بیس صاع زائد کھجوریں اس کو دو تا کہ تو نے اسے جو خوفزدہ کیا ہے اس کا بدلہ ہو جائے اور اس کی دلجوئی ہو جائے۔ زید بن سعنہ کہتے ہیں کہ حضرت عمر مجھے اپنے ہمراہ لے گئے اور اپنے آقا کے فرمان کی تعمیل کرتے ہوئے میری کھجوریں بھی میرے حوالے کر دیں اور بیس صاع اس سے زیادہ بھی مجھے دے دیئے۔ اس وقت میں نے حضرت عمرؓ کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ اے عمر حضور ﷺ کی نبوت کی جتنی علامات ہماری کتب میں مذکور تھیں ایک ایک کرکے ان سب کا مشاہدہ میں نے آپ ﷺ کی ذات میں کر لیا مگر دو علامتیں ایسی تھیں جن سے میں نے ابھی تک حضور ﷺ کو آزمایا نہیں تھا۔ اب میں نے ان دونوں کو بھی آزما لیا ہے۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com



فاشھدک انی رضیت باللہ رباً و با لا سلام دیناو بحمد ﷺ نبیاً (۵)

آج میں اے عمر آپ ﷺ کو گواہ بناتا ہوں کہ میں اس بات پر راضی ہوگیا ہوں کہ اللہ تعالیٰ میرا رب ہے اسلام میرا دین ہے اور سرور انبیاء محمد مصطفیٰ ﷺ میرے نبی ہیں۔

اس موقع پر مولانا ظفر علی خاں نے کیا خوب کہا ہے:

رحمت کی گھٹائیں پھیل گئیں افلاک کے گنبد گنبد پر
وحدت کی تجلی کوند گئی آفاق کے سینا زاروں میں
گر ارض و سما کی محفل میں لولاک لما کا شور نہ ہو
یہ رنگ نہ ہو گلزاروں میں یہ نور نہ ہو سیاروں میں (۶)

اس موقع پر خادم خاص کی گواہی بھی ملاحظہ کرلیں! حضرت انسؓ آپ ﷺ کے خادم خاص تھے بچپن سے جوانی تک خدمت کی فرماتے ہیں، آپ ﷺ نے مجھے کوئی ایسا کام نہیں بتایا جس میں خود شریک نہ ہوئے ہوں یا وہ کام میری طاقت سے زیادہ ہو اور اگر کبھی کوئی کام غلط ہوگیا تو کبھی غصہ نہیں فرمایا (۷)

## اعتدال پسندی اور روشن خیالی

اعتدال پسندی علامات نبوت میں سے ایک علامت ہے علماء انبیاء کے وارث ہیں، ارشاد نبوی ﷺ ہے، العلماء ورثۃ الانبیاء علماء انبیاء کے وارث ہیں۔ اس امت محمدیہ کی تا قیامت رہنمائی واصلاح علماء کے کاندھوں پر ڈالی گئی ہے۔ لیکن آج صورت حال یہ ہے کہ علماء میں یہ صفت وخوبی ناپید ہوتی جارہی ہے۔ مسلمان غیر مسلم کو، ایک مکتبہ فکر دوسرے مکتبہ فکر کو ایک عالم دوسرے عالم کو برداشت کرنے پر تیار نہیں۔ اس انارکی کے نتیجے میں آج تک علماء متحد نہ ہوسکے اور اس ملک میں اسلام کا نفاذ نہ ہوسکا۔ معاشرہ بد سے بدتر ہوتا جارہا ہے، اسی برصغیر کے ایک بہت بڑے عالم دین مولانا اشرف علی تھانویؒ ہیں ان کے بارے میں لکھا ہے۔

حضرت تھانویؒ کی عالی حوصلگی ہی کا نتیجہ تھا کہ دشمنوں کی گالیاں سنتے رہے، مگر کبھی

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com



ایک جملہ ان کے خلاف لکھنا تک برداشت نہیں تھا۔ ہندوستان کے ایک عالم کے ماننے والوں اور خود انہوں نے بھی بہت کچھ مولانا کے خلاف لکھا، اذیتیں دیں، مگر برداشت کرتے رہے، خود لکھتے ہیں! ''میں اپنے مخالفین اور موذیوں کے جذبات کی بھی رعایت کرتا ہوں، ان پر نیک نیتی کا بھی احتمال رکھتا ہوں، اور صبر تو ہر حال میں کرتا ہوں، ان مولانا کے جواب میں کبھی ایک سطر بھی نہیں لکھی، کافر، خبیث، ملعون سب کچھ بنتا رہتا ہوں''

اسے کہتے ہیں سنجیدگی اور عالی ظرفی، نفس مسئلہ کی تحقیق تو ضروری ہے، مگر کسی کی ذات کو نشانہ طعن و تشنیع بنانا، یہ کوئی اچھا کام نہیں۔ اور ایک ہمارا یہ زمانہ ہے، کہ بیٹا نہ باپ کی برداشت کرتا ہے، اور نہ شاگرد استاذ کی، کوئی ایک کہتا ہے تو دس سنتا ہے، تہذیب و شائستگی، متانت و سنجیدگی کا نام و نشان مٹتا جا رہا ہے۔ حضرت تھانوی دوسروں کی تنقید و تنقیص سے گھبراتے نہیں تھے، بلکہ فرمایا کرتے تھے کہ ممکن ہے تنقید کرنے والے کی نیت امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی ہو، اور اگر اس کی نیت ناحق رنج دینے کی ہو، تو اس نے اپنی عاقبت خراب کی، ہم کو صبر کا ثواب ملا، اور اسی کے ساتھ فرمایا کرتے !''نیز ایسے واقعات سے بعض اوقات اپنی کوتاہیوں پر نظر ہو کر اصلاح کی توفیق ہو جاتی ہے، اور اگر یہ بھی نہ ہو تو کم از کم معتقدین کی عنایت سے جو عجب و کبر پیدا ہو گیا تھا، یا پیدا ہو سکتا تھا، اس کا ازالہ یا انسداد ہو جاتا ہے۔'' دیکھ رہے ہیں حکیم الامت کے فہم کا عالم کتنا اونچا سوچا کرتے تھے، اور دشمنوں کے تیر و نشتر کو اپنے لئے کس طرح کارآمد ثابت کرتے تھے، یہ تھی عالمانہ اور مصلحانہ شان، برا ماننے اور برا کہنے کا آخر حاصل ہوتا بھی کیا، اس طریق کار میں کتنی بدگمانیوں سے نجات مل گئی، اور کتنی نیکیاں حصے میں آ گئیں۔ ایک ہمارا یہ دور ہے، کہ اچھی چیزوں میں بھی لوگ برے عمل تلاش کرتے ہیں، اور اپنے بہی خواہ اور دوستوں کی نیتوں پر حملے سے اجتناب نہیں کرتے، اور پھر اسے بنیاد بنا کر وہ وہ صلواتیں سناتے ہیں، کہ خدا حافظ، نہ تہذیب و تمدن کا لحاظ ہوتا ہے اور نہ علمی وقار کا۔ (۸)

## اعتدال پسندی اور روشن خیالی کی اہمیت

اعتدال پسندی کی اسی اہمیت کے پیش نظر اس کی خصوصی تعلیم دی گئی ہے اور مسلمانوں کی صفت بتائی گئی ہے ارشاد ربانی ہے!

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com



والكاظمين الغيظ والعافين عن الناس (۹)

(مسلمان مرد و خواتین کی صفت یہ ہے) وہ غصہ برداشت کرتے ہیں اور (لوگوں کی زیادتیوں) سے درگزر کرتے ہیں۔

دوسری جگہ فرمایا! اگر کوئی برا سلوک کرے تو تم اس کی برائی کا بدلہ اچھائی سے دو پھر تمہارے اور اس کے درمیان جو دشمنی ہوگی وہ خود بخود ختم ہو جائے گی۔ (۱۰) نبی کریم ﷺ نے فرمایا: پہلوان وہ نہیں جو دشمن کو پچھاڑ دے بلکہ پہلوان وہ ہے جو غصہ کے وقت اپنے اوپر قابو رکھے (۱۱) ایک صحابیؓ نے کہا مجھے کوئی ایسی نصیحت فرمائیں جس پر عمل کر کے میں جنت میں چلا جاؤں آپ ﷺ نے فرمایا لاتغضب (۱۲) وجہ یہ ہے کہ انتہاء پسندی بہت سی برائیوں اور فتنوں کا سبب ہے۔

## اعتدال پسندی اور روشن خیالی پیدا کرنے کا طریقہ

انسان کا ماحول یا اس کی تربیت اسے غیر متوازن بنا دیتی ہے۔ اسلام انسان کی شخصیت میں ایک توازن قائم رکھنا چاہتا ہے۔ اگر کوئی شخص اپنی اصلاح کرنا چاہے تو اسے اصلاح کی طرف رہنمائی بھی کی گئی ہے۔ ارشاد نبوی ﷺ ہے: اذا غضب احدكم وهو قائم فليجلس (۱۳) جب تم میں سے کوئی انتہاء پسندی و غصہ کا شکار ہو اگر کھڑا ہو تو بیٹھ جائے اس طرح اس کا غصہ قابو میں آ جائے گا۔

## آپ ﷺ کی یہودیوں، عیسائیوں اور مشرکین مکہ کے ساتھ اعتدال پسندی و روشن خیالی

انسانیت کے محسن اعظم، ہادی عالم، رحمت مجسم، حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے غیر مسلم اقوام اور اقلیتوں کے لئے مراعات، آزادی اور مذہبی اعتدال پسندی پر مبنی ہدایات اور عملی اقامات تاریخ انسانی کے اس تاریک دور میں روا فرمائے کہ جب لوگ مذہبی آزادی و اعتدال پسندی سے ناآشنا تھے اور مذہبی آزادی و اعتدال پسندی کے مفہوم و تصور سے انسانی ذہن خالی تھا۔ چنانچہ ساتویں صدی عیسوی کے اوائل میں مذاہب کے دو عالمی مرکز اور سپر پاور

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com



ساسانی اور بازنطینی حکومتوں کا مذہبی انتہاپسندی کے حوالہ سے کردار مشہور یورپین مصنف ایچ جی ویلس (H.G. Wells) کی زبانی سنئے وہ کہتا ہے: ''اب دنیا میں انسانوں کا کوئی ایسا طبقہ باقی نہیں رہا تھا جو زمانہ قدیم کے شرفاء کی طرح جرأت اور آزاد خیالی کا حامی ہوتا اور قدماء کی تحریروں کی طرح تلاش وتحقیق یا جرأت مندانہ اظہار خیال کا حامل ہوتا، اس طبقہ کے ختم ہونے کی خاص وجہ سیاسی اور سماجی افراتفری تھی ساتھ ہی ایک وجہ اور بھی تھی جس کے باعث اس عہد میں انسانی ذہن کند اور بنجر ہو چکا تھا۔ ایران اور بازنطینیہ دونوں مملکتیں ایک نئے انداز کی مذہبی حکومتیں تھیں جس میں آزادانہ اظہار خیال پر بھی کڑے پہرے بٹھا دئے گئے تھے۔(۱۴)

ڈاکٹر محمد حمید اللہؒ لکھتے ہیں: ''آغاز اسلام کے وقت مذہبی تعصب، انتہاء پسندی اس حد تک پہنچ گئی تھی کہ ہر مذہب اپنے سوا باقی تمام مذاہب کو جھوٹے اور نجات کے لئے قطعاً ناموافق سمجھتا تھا۔ یہی نہیں بلکہ ستم ظریفی یہ تھی کہ اپنے مذہب کے اندر کسی اجنبی کو آنے کی بھی اجازت نہیں دیتا تھا۔ مذہب کو نسل اور پیدائش سے محدود کر دینے کی خود غرضی ہٹ دھرمی یہودیوں میں بھی تھی اور ہندوستان میں بھی۔ بلکہ انجیل متی کی روایت پر اعتماد کیا جائے تو خود حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرما چکے تھے کہ میں صرف اسرائیل کے گھرانے کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کے لئے آیا ہوں۔ مجھے باقی دنیا سے تعلق نہیں، اور اپنے حواریوں یعنی فرستادوں اور مذہبی مبلغوں کو بھی حکم دیا تھا کہ وہ چار دانگ عالم میں تو جائیں لیکن وہ تبلیغ عیسائیت صرف اسرائیل گھرانے کی کھوئی ہوئی بھیڑوں میں کریں۔ اس پر مستزاد تصور یہ تھا کہ عمل کی کوئی اہمیت نہیں۔ ہمارے ہم مذہبوں میں داخل رہنا ہی اتنا بڑا عمل ہے کہ وہ نجات ابدی کے لئے کافی ہے۔(۱۵)

۷ھ میں وفات سے صرف تین سال پہلے آنحضرت صلی اللہ علی وسلم نے قسطنطنیہ، مصر اور حبش کے عیسائی حکمرانوں کے نام جو تبلیغی خطوط لکھے اس میں یہ نہیں لکھا گیا تھا کہ عیسائیت غلط ہے اسے چھوڑ دو بلکہ قرآن کریم کی مندرجہ ذیل آیت لکھی گئی تھی:

يَـٰٓأَهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوْا إِلَىٰ كَلِمَةٍ سَوَآءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ أَلَّا نَعْبُدَ إِلَّا اللَّهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهِ شَيْئًا وَلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا أَرْبَابًا مِّن دُونِ اللَّهِ فَإِن تَوَلَّوْا فَقُولُوا اشْهَدُوا بِأَنَّا مُسْلِمُونَ (۱۶)

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com



آپ کہہ دیں! اے الہامی کتاب کے ماننے والو! آ ؤ ایک ایسی بات کی طرف جو ہم میں اور تم میں مشترک ہے کہ ہم اللہ کے سوا کسی اور کو نہ پوجیں اور اس کا کسی چیز کو شریک نہ ٹھہرائیں اور ہم اللہ کو چھوڑ کر اپنے ہی میں سے کسی کو رب نہ بنالیں۔ اگر یہ لوگ منہ موڑیں تو کہہ دو کہ گواہ رہو ہم تو اس پر سر تسلیم خم کر چکے۔

ایک اور آیت قرآن کریم میں دو جگہ بہت خفیف لفظی فرق سے دہرائی گئی ہے:

اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَالَّذِيْنَ هَادُوْا وَالنَّصَارٰى وَالصَّابِئِيْنَ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَعَمِلَ صَالِحاً فَلَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ O (۱۷)

جو لوگ ایمان لائے (پیغمبر اسلام پر) اور جو لوگ یہودی ہیں نیز عیسائی اور صابی مذہب والے غرض جو بھی اللہ تعالیٰ اور قیامت کے دن پر ایمان لائے اور نیک کام کرے تو ایسوں کو ان کا اجر ان کے ربّ کے پاس ملے گا اور ان پر کوئی خوف کی وجہ ہے اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔

ڈاکٹر محمد حمید اللہؒ مندرجہ بالا آیات پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں: ''صلح کل، اعتدال پسندی اور انتہائی وسعت قلبی کی اس عجیب وغریب تعلیم میں کہیں بھی یہ نہیں کہا گیا ہے کہ یہودی، عیسائی اور صابی اور دیگر مذاہب کے لئے اپنے اپنے مذہب کو ترک کریں بلکہ اپنے اپنے الہامی مذہب ہی کی تجدید کرتے ہوئے چند بنیادی امور پر عمل کریں یعنی اللہ تعالیٰ اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ماننا، مرنے کے بعد حساب کتاب کا یقین کرنا اور زندگی بھر عمل صالح کرنا یہ اجر ملنے اور خوف سے بچنے کے لئے کافی ہے۔ حقیقت میں یہ ایک طرح سے ایک بنیادی مذہب مرتب کرنا تھا اور اسی بنیادی مذہب کو۔'' دین اسلام کہا گیا ارشاد ربانی ہے:

اِنَّ الدِّيْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ۔ (آل عمران، آیت ۱۹)

بے شک اللہ کے نزدیک صرف دین اسلام قابل قبول ہے۔

وَمَنْ يَّبْتَغِ غَيْرَ الْاِسْلَامِ دِيْنًا فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْهُ۔ (آل عمران، آیت ۸۵)

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com



اور جو کوئی چاہے سوا دین اسلام کے اور کوئی دین سو اس سے ہرگز قبول نہ ہوگا۔

ان آیات میں اسلام نے مذاہب عالم کو دعوت دی اور آج بھی وہ دعوت باقی ہے کہ اپنے اصلی مذاہب پر رجوع کرو بعد کے زمانہ کے حذف واضافہ سے باز آجاؤ اور توحید، قیامت اور عمل صالح ما بہ الاشتراک امر پر انضمام نہیں تو وفاق کرلو مذہب کی اصلی تعلیم کو مانیں تو پھر اصول کی حد تک اختلاف ہے ہی نہیں اور چونکہ بلا استثناء ہر جگہ اور ہر مذہب وملت میں ایک آخری تسکین دہندہ کی بشارت وپیشین گوئی موجود ہے اس لئے اپنے مذہب کی کامل تعمیل میں اس کی اطاعت بھی آتی ہے۔ یوں بھی نجات کے اس طریقہ سے، استدلال کے لئے نبی عربی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو گواہی میں پیش کرنا انہی کے لئے ضروری ہوگا۔ اس طرح مذہبی تعصب کی مصیبت سے انسان کو نجات مل جاتی ہے اور: لَا اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ ایک ایسا سنہری اصول تھا جو اس سے پہلے کہنا چاہیے کہ سنا ہی نہیں گیا تھا۔ (۱۸)

## تعلیمات نبوی ﷺ میں مذہبی اعتدال پسندی اور روشن خیالی کی اہمیت

علامہ سید سلیمان ندویؒ محسن انسانیت حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات میں مذہبی اعتدال پسندی کی اہمیت پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں: ''یہود توراۃ کے سوا کچھ نہیں مانتے، عیسائی توراۃ کے احکام نہیں مانتے، لیکن اس کی اخلاقی نصیحتوں کو قبول کرتے ہیں، تاہم انجیل سے پہلے کی دوسری زبانوں اور ملکوں کی آسمانی کتابوں کی نسبت مسلمانوں کی طرح ادب اور احتیاط کا پہلو بھی اختیار نہیں کرتے، پارسی اوستا کے باہر خدا کے کلام ہونے کا شبہہ بھی نہیں کرسکتے اور برہمن ویدوں کے باہر خدا کے فیضان کا تصور بھی نہیں کرسکتے، لیکن قرآن کریم پر ایمان لانے والا مجبور ہے کہ صحیفہ ابراہیم، توراۃ، زبور اور انجیل کو اللہ تعالیٰ کی کتاب ہونے پر یقین کرے اور دوسری اگلی آسمانی کتابوں کی جن میں آسمانی تعلیمات کی خصوصیتیں پائی جاتی ہوں، تکذیب نہ کرے کہ ان کا کتب الٰہی ہونا ممکن ہے۔''

## مذہبی اعتدال پسندی کے فروغ میں پیغمبر اسلام ﷺ کا امتیاز

حقیقت میں اسلام کی یہ تعلیم دنیا کی مہتمم بالشان تعلیمات میں سے ہے جس کا وجود

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com



کسی دوسرے مذہب میں نہ تھا یہ رواداری بے تعصبی اور عام انسانی اخوت کی سب سے بڑی تعلیم ہے، یہودی اپنی کتاب کو چھوڑ کر تمام دوسری آسمانی کتابوں سے انکار کر کے بھی نجات کا منتظر رہ سکتا ہے، عیسائی توراۃ اور تمام دوسرے صحیفوں کا انکار کر کے بھی آسمانی بادشاہی کا متوقع ہوسکتا ہے، پارسی اوستا کے سوا دوسری ربانی کتابوں کو باطل مان کر بھی مینو جنت کا استحقاق پیدا کرسکتا ہے، ہندو اپنے ویدوں کے سوا دنیا کی تمام آسمانی کتابوں کو دجل وفریب مان کر بھی آواگون سے نجات حاصل کرسکتا ہے، بودھ مت والے اپنے سوا تمام دنیا کی وحیوں کا انکار کر کے بھی نروان کا درجہ حاصل کرسکتے ہیں، مگر مسلمان جب تک قرآن کریم کے ساتھ تمام دنیا کی آسمانی کتابوں کو منجانب اللہ نہ تسلیم کرے، جنت کا مستحق نہیں ہوسکتا۔

یہ تعلیم صرف نظریہ کی حیثیت نہیں رکھتی بلکہ عملاً اسلامی حکومت کے قوانین اور احکام پر مبنی ہیں، یہودیوں کی نظر میں صرف دو ہی قومیں ہیں، بنی اسرائیل اور غیر بنی اسرائیل یا اسرائیل کا گھرانہ، اور غیر قومیں یا مختون اور غیر مختون اور ان ہی دونوں تقسیموں پر ان کے قانون کی بنیاد ہے، عیسائیوں میں مذہبی حیثیت مسیحی یہود اور بت پرست گو تین قومیں مانی جاتی ہیں، مگر چونکہ ان کے مذہب میں قانون نہیں ہے، اس لئے وہ اکثر امور میں رومن لاء کے پیرو رہے ہیں، لیکن رومن عیسائیوں میں بھی ملکی حیثیت سے دو ہی تقسیمیں ہیں، رومی اور غیر رومی۔ ایک رومی ملک میں غیر رومی کا کوئی حق نہیں کہ رومی حکومت کے لئے اور غیر رومی غلامی کے لئے پیدا ہوا ہے، پارسیوں میں نژاد ان، ایران اور بیرونی لوگ دنیا کی دو ہی حیثیتیں ہیں، ہندوؤں میں اونچی ذاتیں اور اچھوت قوموں کی دو ہی صورتیں ہیں۔

مگر اسلام کے گزشتہ عقیدہ کی بنا پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قانونی حیثیت سے دنیا کی قوموں کو چار طبقوں میں تقسیم فرمایا، اور ان کے علیحدہ علیحدہ حقوق قرار دیئے جن پر اسلام کی تیرہ صدیوں میں برابر عمل ہوتا رہا۔ یہ تقسیمیں حسب ذیل ہیں:

ا۔ جو قرآن کریم اور دوسری آسمانی کتابوں کو کتب الٰہی یقین کرتے ہیں، ان میں سے ہر ایک دوسرے کا بھائی اور ہر اچھائی اور برائی میں ایک دوسرے کا شریک ہے۔

اس تفصیل سے معلوم ہوسکتا ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اس تعلیم نے دنیا میں امن و امان اور مسلمانوں میں مذہبی اعتدال پسندی پیدا کرنے میں کتنا عظیم الشان حصہ لیا ہے، یہی وہ نظریہ تھا جس نے مسلمانوں کو اپنے مذہبی عقائد وشریعت کی سخت پیروی کے باوجود دنیا کی

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com



دوسری قوموں کے ساتھ مشارکت اور میل جول کے لئے آمادہ کیا، اور مجوسیوں، صابیوں، یہودیوں، عیسائیوں اور ہندوؤں کے ساتھ مل کر مختلف ملکوں میں ان ملکوں کے مناسب مختلف تمدنوں کی بنیاد رکھنے کی ان میں قوت پیدا کی۔

۲۔ اہل کتاب، یعنی ان کتابوں کے پیرو جن کے نام قرآن کریم میں مذکور ہیں یا یوں کہو کہ جو قرآن کریم کو گو آسمانی کتاب نہیں مانتے مگر ان کتابوں میں سے جن کا نام قرآن کریم میں مذکور ہے کسی کو وہ آسمانی کتاب مانتے ہیں، وہ اپنی حفاظت کا مالی ٹیکس (جزیہ) ادا کر کے اسلامی حکومتوں کی حدود میں رہ سکتے ہیں، ان کے معابد اور مذہبی عمارتیں محفوظ رہتی ہیں، ان کو اپنے مذہب پر مجبور نہیں کیا جاتا، ان کی جان و مال اور عزت و آبرو کے مسلمان محافظ ہوتے ہیں، ان کی عورتوں سے مسلمان نکاح کر سکتے ہیں، اور ان کے ہاتھ کا ذبح کیا ہوا جانور کھا سکتے ہیں، ان کا جائز کھانا وہ کھا سکتے ہیں، اور وہ اپنا کھانا ان کو کھلا سکتے ہیں۔

۳۔ شبہ اہل الکتاب، یعنی وہ لوگ جو قرآن کریم اور توراۃ وانجیل وزبور کو نہیں مانتے مگر وہ خود ان کے علاوہ کسی آسمانی کتاب پر ایمان لانے کے مدعی ہیں، جیسے صابی جو ایک آسمانی کتاب رکھنے کے دعویٰ کے باوجود ستاروں کو پوجتے تھے اور مجوس یعنی پارسی جو ایک آسمانی کتاب رکھنے کا دعویٰ کرتے ہیں اور ساتھ ہی سورج، آگ اور دیگر مظاہر قدرت کی پرستش کرتے ہیں، ترکستان اور سندھ کی فتح کے موقع پر علمائے اسلام نے انہی پر قیاس کر کے ہندوؤں اور بودھوں وغیرہ کو بھی اسی صنف میں داخل کیا، مسلمان ان کی عورتوں سے نکاح نہیں کر سکتے اور ان کا ذبیحہ نہیں کھا سکتے، ان دو باتوں کے علاوہ اہل کتاب کے بقیہ تمام حقوق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو عطا کئے ہیں، وہ اسلامی حکومتوں میں ادائے جزیہ کے بعد ہر قسم کے ملکی حقوق میں شریک ہیں، ان کی جان و مال و آبرو اور ان کے معبدوں کی حفاظت اسلامی حکومتوں کا فرض ہے۔

۴۔ کفار و مشرکین، یعنی وہ لوگ جن کے پاس نہ کوئی آسمانی کتاب ہے اور نہ وہ کسی دین الٰہی کی طرف منسوب ہیں۔ (۱۹)

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com



## میثاق مدینہ اعتدال پسندی اور روشن خیالی

ہجرت مدینہ ۱ ھ کے بعد رسالت مآب حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے یہود مدینہ کے ساتھ تاریخ ساز معاہدہ ''میثاق مدینہ'' کیا جو غیر مسلم رعایا کے ساتھ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کا پہلا معاہدہ ہے۔ یہ معاہدہ مذہبی اعتدال پسندی اور فراخ دلی کی ایک ایسی مثال ہے جس پر دنیا فخر کرسکتی ہے۔ موجودہ دور کی اقوام متحدہ بھی فریقین میں اس سے بہتر اور اعتدال پسند، روشن خیالی پر مبنی معاہدہ نہیں کراسکتی۔

''میثاق مدینہ'' انسانیت کے تاجدار مذہبی اعتدال پسندی کے علمبردار، محسن انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیاسی بصیرت اور حسن تدبر کا مثالی اور تاریخی شاہکار ہے۔ جس سے اسلامی سوسائٹی کے مقاصد، پرامن بقائے باہمی، مثالی مذہبی اعتدال پسندی، قیام امن، اور انسانی اقدار کے تحفظ میں بھرپور مدد ملی، ایک عظیم الشان ریاست کی تاسیس اور تنظیم و تدبیر، سرکار دو عالم کا وہ کارنامہ ہے جس کی نظیر تاریخ عالم پیش نہیں کر سکتی۔

اس تاریخی معاہدہ کی بدولت غیر مسلموں اور مختلف المذاہب افراد و اقوام کے حقوق و فرائض، اور مذہبی آزادی اور اعتدال پسندی، روشن خیالی کا اصول وضع ہوا، چنانچہ یہود مدینہ اور دیگر غیر مسلم اقلیتوں کو مذہبی رواداری پر مبنی اس تاریخی صحیفہ کی بدولت مندرجہ ذیل حقوق و مراعات حاصل ہوئیں۔ ﴿۱﴾ اللہ تعالیٰ کی حفاظت و ضمانت ہر فریق کو حاصل ہے۔ ﴿۲﴾ امت کے غیر مسلم ممبروں کو بھی مسلمانوں کی طرح سیاسی اور مذہبی حقوق حاصل ہیں، امت کے ہر گروہ کو مکمل مذہبی آزادی اور اندرونی خود مختاری حاصل ہے۔ ﴿۳﴾ امت کے دشمنوں سے مسلم اور غیر مسلم دونوں مل کر جنگ کریں گے اور مشترکہ طور پر اخراجات جنگ برداشت کریں گے مسلم اور غیر مسلم دونوں ایک دوسرے کے بہی خواہ ہیں۔ (۲۰)

نامور عرب محقق اور سیرت نگار محمد حسین ہیکل لکھتے ہیں: ''یہ وہ تحریری معاہدہ ہے جس کی بدولت حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے آج سے چودہ سو سال قبل ایک ایسا ضابطہ انسانی معاشرہ میں قائم کیا جس سے شرکاء معاہدہ میں ہر گروہ اور ہر فرد کو اپنے اپنے عقیدہ و مذہب کی آزادی کا حق حاصل ہوا، انسانی زندگی کی حرمت قائم ہوئی۔'' (۲۱) ''یہودیوں کے ساتھ

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com



مذہبی اعتدال پسندی، روشن خیالی، آزادی اور ان کے حقوق کے تحفظ کی یہ تاریخ ساز دستاویز اور اس کی دفعات اپنی حقیقت پر آپ گواہ ہیں۔ مذہبی اعتدال پسندی، امن و سلامتی، آزادی اور انصاف کا ہر جوہر اس میں موجود ہے۔" (۲۲)

# فرامین رسول ﷺ انسان دوستی اعتدال پسندی اور روشن خیالی پر مبنی غیر مسلموں کے حقوق

اسلام سارے انسانی طبقات کے لئے رحمت بن کر آیا تھا، اس نے غیر مسلم رعایا کو بھی اس سے محروم نہیں رکھا، اور ان کو اتنے حقوق دیئے جس کی نظیر اس سے پہلے نہیں ملتی، آنحضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں قریب قریب پورا جزیرۃ العرب زیرنگیں ہو چکا تھا۔ غیر مسلم رعایا کی حیثیت سے سب سے پہلا معاملہ ہدہ نجران کے عیسائیوں کے ساتھ پیش آیا، ان کو آپ نے جو حقوق دیئے وہ اب تک تاریخوں میں محفوظ ہیں، جن کو میں بعینہ نقل کرتی ہوں۔

"نجران اور اس کے اطراف کے باشندوں کی جانیں ان کا مذہب ان کی زمینیں ان کا مال ان کے حاضر و غائب، ان کے وفد، ان کے قاصد، ان کی مورتیں، اللہ تعالیٰ کی امان اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی ضمانت میں ہیں، ان کی موجودہ حالت میں کوئی تغیر نہ کیا جائے گا، اور نہ ان کے حقوق میں سے کسی حق میں دست اندازی کی جائے گی، اور نہ مورتیں بگاڑی جائیں گی، کوئی اسقف اپنی اسقفیت سے، کوئی راہب اپنی رہبانیت سے، کنیسہ کا کوئی منتظم اپنے عہدہ سے، نہ ہٹایا جائے گا اور جو بھی کم یا زیادہ ان کے قبضہ میں ہے اسی طرح رہے گا، ان سے زمانہ جاہلیت کے کسی جرم یا خون کا بدلہ نہ لیا جائے گا، نہ ان کو ظلم کرنے دیا جائے گا اور نہ ان پر ظلم ہوگا، ان سے جو شخص سود کھائے گا وہ میری ضمانت سے بری ہے۔" (۲۳)

اس صحیفہ میں جو لکھا گیا ہے اس کے ایفا کے بارہ میں اللہ تعالیٰ کی امان اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ذمہ داری ہے یہاں تک کہ اس بارہ میں اللہ تعالیٰ کا کوئی دوسرا حکم نازل نہ ہو، جب تک وہ لوگ مسلمانوں کے خیر خواہ رہیں گے، ان کے ساتھ جو شرائط کئے گئے ہیں ان کی پابندی کریں گے، ان کو ظلم سے کسی بات پر مجبور نہ کیا جائے گا۔ اس معاہدہ سے حسب ذیل حقوق

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com



متعین ہوتے ہیں:

۱۔ کی جان محفوظ رہے گی۔

۲۔ ان کی زمین، جائیداد اور مال وغیرہ ان کے قبضہ میں رہے گا۔

۳۔ ان کے کسی مذہبی نظام میں تبدیلی نہ کی جائے گی، مذہبی عہدے دار اپنے اپنے عہدہ پر برقرار رہیں گے۔

۴۔ صلیبوں اور مورتوں کو نقصان نہ پہنچایا جائے گا۔

۵۔ ان کی کسی چیز پر قبضہ نہ کیا جائے گا۔

۶۔ ان سے فوجی خدمت نہ لی جائے گی۔

۷۔ اور نہ پیداوار کا عشر لیا جائے گا۔

۸۔ ان کے ملک میں فوج نہ بھیجی جائے گی۔

۹۔ ان کے معاملات ومقدمات میں پورا انصاف کیا جائے گا۔

۱۰۔ ان پر کسی قسم کا ظلم نہ ہونے پائے گا۔

۱۔ سود خوری کی اجازت نہ ہوگی۔

۱۲۔ کوئی ناکردہ گناہ کسی مجرم کے بدلہ میں نہ پکڑا جائے گا۔

۱۳۔ اور نہ کوئی ظالمانہ زحمت دی جائے گی۔

اس زمانہ کی مہذب حکومتیں کیا اس سے زیادہ حقوق دے سکتی ہیں، ان میں وہ ساری چیزیں آگئی ہیں جو ایک محکوم کے حقوق کے تحفظ اور اس کی باعزت زندگی کے لئے ضروری ہیں، اس سے زیادہ حقوق خود اپنی حکومت بھی نہ دے سکتی، اس نام نہاد جمہوریت اور آزادی ومساوات کے دور میں غیر مذہب اور غیر قوم کے محکوموں کو جو حقوق حاصل ہیں، ان پر یورپ کی محکوم قوموں کی تاریخ خود شاہد ہے۔

## محسن انسانیت کا عیسائیوں کے ساتھ روشن خیالی پر مبنی سلوک

اسی زمانہ کے لگ بھگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کوہ سنائی کے قریب واقع راہب خانہ سینٹ کتھرین کے راہبوں کو، بلکہ سارے عیسائیوں کو ایک سند نامہ حقوق

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com



(Charter) عطا فرمایا، جس کے بارے میں بجا طور پر کہا گیا ہے کہ دنیا کی تاریخ روشن خیالی اور رواداری کی جو اشرف ترین یادگاریں پیش کر سکتی ہے یہ ان میں سے ایک ہے۔ یہ دستاویز، جسے مورخین اسلام نے حرف بحرف قلم بند کیا ہے، وسعت نظری، اعتدال پسندی اور روشن خیالی کا ایک حیرت انگیز نمونہ ہے۔ اس دستاویز کی رو سے عیسائیوں کو چند ایسی استثنائی مراعات حاصل ہوئیں جو انہیں اپنے ہم مذہب حکمرانوں کے تحت بھی نصیب نہ ہوئی تھیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اعلان کر دیا کہ اس دستاویز میں جو احکام مندرج ہیں، اگر کوئی مسلمان ان کی خلاف ورزی کرے گا یا ان سے ناجائز فائدہ اٹھائے گا تو اسے معاہدہ الٰہی سے روگردانی کرنے والا، اس کے احکام کی خلاف ورزی کرنے والا اور اس کے دین کی تذلیل کرنے والا تصور کیا جائے گا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عیسائیوں کی حفاظت، ان کے گرجاؤں اور ان کے پادریوں کے مکانوں کی پاسبانی اور انہیں ہر طرح کے گزند سے بچانے کی ذمہ داری اپنی ذات پر بھی اور اپنے متبعین پر بھی عائد کی۔ عیسائیوں سے یہ وعدہ کیا گیا کہ: ❁ ان پر کوئی ناجائز ٹیکس نہ لگائے جائیں گے۔ ❁ ان کا کوئی پادری اپنے علاقے سے نہ نکالا جائے گا۔ ❁ کسی عیسائی کو اپنا مذہب ترک کرنے پر مجبور نہ کیا جائے گا۔ ❁ کسی راہب کو اس کے راہب خانے سے خارج نہ کیا جائے گا اور۔ ❁ کسی زائر کو سفر زیارت سے نہ روکا جائے گا۔ ❁ ان کو اس کی بھی ضمانت دی گئی کہ مسجدیں یا مسلمانوں کے رہنے کے مکان بنانے کے لئے کوئی گرجا مسمار نہ کیا جائے۔ ❁ جن عیسائی عورتوں نے مسلمانوں سے شادی کر رکھی تھی ان کو یقین دلایا گیا کہ وہ اپنے مذہب پر قائم رہنے کی مجاز ہوں گی اور اس بارہ میں ان پر کوئی جبر واکراہ نہ کیا جائے گا۔ ❁ اگر عیسائیوں کو اپنے گرجاؤں یا خانقاہوں کی مرمت کے لئے یا اپنے مذہب کے کسی اور امر کے بارے میں امداد کی ضرورت ہوگی تو مسلمان انہیں امداد دیں گے۔ ❁ اس امداد کو ان کے مذہب میں شریک ہونے سے تعبیر نہ کیا جائے گا۔ بلکہ اسے حاجت مندوں کی حاجت براری اور اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ان احکامات کی اطاعت سمجھا جائے گا جو عیسائیوں کے حق میں صادر کئے گئے تھے۔ ❁ اگر مسلمان کسی بیرونی عیسائی طاقت سے برسر جنگ ہوں گے، تو مسلمانوں کی حدود کے اندر رہنے والے کسی عیسائی سے اس کے مذہب کی بناء پر حقارت کا برتاؤ نہ کیا جائے گا۔ اگر کوئی مسلمان کسی عیسائی سے ایسا برتاؤ کرے گا تو وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کا مرتکب تصور ہوگا۔ ❁ جو شخص بدی کا بدلہ بدی سے دینے کی طاقت رکھتا ہو، لیکن اس کے باوجود عفو کے خدائی اصول کی نہ صرف تلقین کرے بلکہ

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com



اس پر عمل بھی کرے، اس کی سیرت سے متعلق انسانوں کے دل میں ہمیشہ عظمت و بزرگی کا خیال پیدا ہوا ہے۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم رئیس مملکت اور رعایا کی جان و آزادی کے محافظ کی حیثیت سے عدل کرتے تھے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہر مجرم کو اس کے جرم کی پوری پوری سزا دیتے تھے۔ لیکن رسول خدا اور معلم اسلام کی حیثیت سے اپنے بدترین دشمنوں سے بھی نرمی اور رحم کا سلوک کرتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات میں وہ افضل ترین صفات جن کا تصور انسان کرسکتا ہے، یعنی عدل اور رحم، مجتمع تھیں۔ (۲۴)

اسی تاریخی اور ناقابل تردید حقیقت کا اعتراف کرتے ہوئے یورپ کا مشہور مؤرخ ایڈورڈ گبن (Edward Gibbon) لکھتا ہے: ''عیسائی رعایا کے لئے محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے بلا تامل جان و مال کا تحفظ، پیشہ کی آزادی اور مذہبی رواداری کی ضمانت دی'' (۲۵)

## محسن انسانیت کا مشرکین مکہ کے ساتھ

## روشن خیالی واعتدال پسندی کا سلوک

اس موقعہ پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مشرکین مکہ کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا تھا:

تم پر کوئی ملامت نہیں۔ جاؤ تم سب آزاد ہو۔

صرف یہی نہیں محسن انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم نے رواداری اور عام معافی کے اس مثالی اعلان کے ساتھ امن کے قیام اور استحکام کے لئے مندرجہ ذیل ہدایات جاری فرمائی تھیں۔ ﴿۱﴾ جو کوئی ہتھیار پھینک دے اسے قتل نہ کیا جائے۔ ﴿۲﴾ جو کوئی خانہ کعبہ کے اندر پہنچ جائے اسے قتل نہ کیا جائے۔ ﴿۳﴾ جو کوئی اپنے گھر میں بیٹھا رہے اسے قتل نہ کیا جائے۔ ﴿۴﴾ جو کوئی ابوسفیان کے گھر میں چھپ جائے اسے قتل نہ کیا جائے۔ ﴿۵﴾ جو کوئی حکیم بن حزام کے گھر میں چھپ جائے اسے قتل نہ کیا جائے۔ ﴿۶﴾ بھاگ جانے والے کا تعاقب نہ کیا جائے۔ ﴿۷﴾ زخمی کو قتل نہ کیا جائے۔ (۲۶)

مشہور ہندو سیرت نگار سوامی لکشمن پرشاد! ''فتح مکہ'' کے موقعہ پر محسن انسانیت حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے مثالی عفو و درگزر اور اعتدال پسندی کا ذکر کرتے ہوئے لکھتا ہے:

''جانی دشمنوں کے بارے میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی اس انتہائی کریم النفسی اور

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com



اعتدال پسندی کا عہد جدید کی دعویدار تہذیب وتمدن کی حکومتوں کی ان شرمناک عیارانہ چالوں سے مقابلہ کیا جائے جو انہوں نے ۱۹۱۴ء کی عالم سوز جنگ میں ایک دوسرے کو سامان خورد ونوش سے محروم کرنے کے لئے استعمال کیں تو اس کی قدر وقعت بدرجہا بڑھ جاتی ہے''۔ (۲۷)

## اہل مغرب (یورپ وامریکہ) کی دہشت گردی کے بدلتے تصورات اور امت مسلمہ!

عصر حاضر میں بدامنی و دہشت گردی ایک سنگین مسئلہ ہے۔ دہشت گردی کے واقعات میں دن بدن اضافہ ہوتا چلا جا رہا ہے۔ بیشتر اسلامی ممالک کے عوام بدامنی اور عدم تحفظ کا شکار ہیں۔

۱۱ ستمبر ۲۰۰۱ء کو برق صرف ورلڈ ٹریڈ سینٹر پر ہی نہیں گری تھی بلکہ اس کی زد میں پوری دنیا کا امن وامان آ گیا ہے۔ یہ واقعہ خصوصاً مسلم امہ کے لئے ایک ایسے سانحے کی شکل میں ہے جس کے برے اثرات رہ رہ کر سامنے آ رہے ہیں۔

جو شواہد نامہ برطانوی پارلیمنٹ کے سامنے پیش کیا ہے اور ۷۰ نکات پر مشتمل ہے وہ ناقابل اعتبار ہے۔ اس رپورٹ کے پہلے ہی پیراگراف میں اعتراف ہے: ''یہ دستاویز اسامہ بن لادن کے خلاف مقدمے کو کسی قانونی عدالت میں پیش کرنے کے لائق بناتی نظر نہیں آتی''

معروف تجزیہ نگار رابرٹ فسک نے اسی تناظر میں لکھا ہے:

''امریکیوں کو اسے شرق اوسط میں منوانے میں سخت دقت پیش آ رہی ہے۔ اس کا امکان نہیں ہے کہ برطانوی حکومت کی دستاویز جس میں ۱۱ ستمبر کی ہلاکتوں کی ذمہ داری اسامہ بن لادن پر ثابت کی گئی ہے۔ عرب دنیا کو مغرب کی دہشت گردی کے خلاف جنگ پر مجتمع کر سکے۔ مذکور دستاویز میں ۷۰ میں سے صرف ۹ نکات اس واقعے کی تفتیش سے متعلق ہیں۔

اب تک ۱۹ مردہ ہائی جیکروں سے ملنے والے سراغوں پر ۴۰/۵ تفتیشی انٹرویو کئے گئے ہیں۔ ۴۳۸۷ ہزار ۴ سو عدالتی سمن جاری ہوئے ہیں اور ۵۵۰ سے زیادہ افراد کو گرفتار کیا گیا ہے۔ اور یہ وہ ہے جو امریکہ کی حدود کے اندر ہوا۔ دیگر ۲۵ ملکوں سے مزید ۱۵۰ افراد گرفتار

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com



کئے گئے ہیں تاہم ہائی جیکروں اور اسامہ بن لادن کے درمیان کوئی ٹھوس رابطہ عوام کے سامنے آنا ابھی باقی ہے۔(۲۸)

اس تناظر میں یہ بات بخوبی سمجھی جاسکتی ہے کہ ۱۱ر ستمبر کا واقعہ ایک ڈھال تھا جسے سامنے رکھ کر بین الاقوامی طاقتوں نے اپنے کھیل کا آغاز کیا ہے۔ ورنہ درحقیقت بات وہ نہیں جو بیان کی جارہی ہے۔

امت مسلمہ کو آج جس مسئلے کا سب سے زیادہ سامنا ہے وہ دہشت گردی ہے۔ پوری دنیا میں اس وقت یہ کیفیت ہے کہ ہر مسلمان کو مشکوک نظروں سے دیکھا جارہا ہے۔ اور خود اسلام کو (نعوذ باللہ) دہشت گردی کا مذہب قرار دے دیا گیا ہے۔ اور جو زیادہ مصلحت پسند بننے کی کوشش کرتا ہے وہ بھی اس قدر ضرور کہتا ہے کہ اسلام تو امن و آشتی کا مذہب ہے مگر بعض مسلمان دہشت گردی میں مبتلا ہیں۔ حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ خود مسلمان سب سے زیادہ دہشت گردی کا شکار ہیں۔ اس موقع پر مسلم امہ پر سب سے پہلی ذمہ داری یہ عائد ہوتی ہے کہ وہ مغرب سے مرعوبیت کے بجائے جہاد کا اسلامی تصور پوری قوت کے ساتھ دنیا کے سامنے پیش کرے اور جہاد کے عمل کو اسلامی تعلیمات کے عین مطابق جاری کریں اور ان تمام خارجی عناصر کو جو اسلامی تعلیمات کا حصہ نہیں ہیں اپنی زندگیوں سے خارج کریں۔

یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ ۱۹۸۰ء کے عشرے میں جب ڈک چینی جیسے سیاستدان نیلسن مینڈیلا کو دہشت گرد قرار دے رہے تھے اس وقت امریکی حکومت اسامہ بن لادن اور اس کے ساتھیوں کو جنگ آزادی کے سپاہی قرار دے کر ان کی تعریف کر رہی تھی۔ فلسطین کے رہنما یاسر عرفات دہشت گرد تھے، آئرلینڈ کے سن فین (Sein Fein) بھی جنوبی افریقہ کے نیلسن منڈیلا کی طرح دہشت گرد تھے۔ اور اب وہ بڑے عظیم مدبر اور رہنما ہیں۔ کم از کم تین اسرائیلی وزیراعظم یا تو خود اپنے اعتراف کے مطابق دہشت گرد تھے یا ان پر دہشت گردی کی کارروائیوں میں ملوث ہونے کا الزام قانونی طور پر لگایا جاسکتا تھا۔(۲۹)

دہشت گردی کی حالیہ اصطلاح صرف مسلمانوں کے خلاف استعمال کی جارہی ہے۔ مگر حقیقت یہ ہے کہ مغرب کا ریکارڈ اس بارے میں خاصا سیاہ ہے۔ اس حد تک سیاہ کہ مسلم امت اس کے پاسنگ بھی نظر نہیں آتی۔ صرف امریکہ کو لے لیجئے دوسری جنگ عظیم کے بعد کے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com



عرصے میں امریکہ نے جن ملکوں سے جنگ کی اور جن پر بمباری کی ان کی فہرست یہ ہے۔

چین (۴۶/۱۹۴۵ء، ۵۳_۱۹۵۰)، کوریا (۵۳_۱۹۵۰ء)، گوئٹے مالا (۱۹۶۷ء، ۵۴_۱۹۴۹ء)، انڈونیشیا (۱۹۵۸ء)، کیوبا (۶۰_۱۹۵۹ء)، بلجیئن کانگو (۱۹۶۴ء)، پیرو (۱۹۶۵ء)، لاؤس (۷۳_۱۹۶۴ء)، ویتنام (۷۳_۱۹۶۱ء)، کمبوڈیا (۷۰_۱۹۶۹ء)، گریناڈا (۱۹۸۳ء)، لیبیا (۱۹۸۶ء)، ایلو سلواڈور (۱۹۸۰ء کا پورا عشرہ)، نکاراگوا (۱۹۸۰ء کا پورا عشرہ)، پانامہ (۱۹۸۹ء)، عراق (۹۹_۱۹۹۱ء)، اور پھر ۲۰۰۵ء تک بوسنیا (۱۹۹۵ء)، سوڈان (۱۹۹۸ء)، یوگوسلاویہ (۱۹۹۸ء) اور اب افغانستان (۲۰۰۲ء) اور پھر ۲۰۰۵ء تک (۳۰)

اس بارے میں پروفیسر خورشید احمد کے خیالات ہر مسلمان کی ترجمانی کرتے ہیں وہ کہتے ہیں: دہشت گردی (Terrorism) کے باب میں جو محاذ کھولا گیا ہے اس کا مقصد بھی دنیا میں ابھرنے والی ہر متبادل قوت کو ایک قسم کے سوچے سمجھے تشدد کا نشانہ بنانا ہے۔ جو خود انسانیت کے خلاف ایک سنگین جرم ہے۔ کوئی صحیح العقل انسان دہشت گردی اور تشدد کی حمایت نہیں کر سکتا لیکن مظلوم اگر ظالم کے خلاف ہاتھ اٹھانے پر مجبور ہو جائے یا محکوم اقوام اپنی آزادی کے لئے سیاسی جدوجہد کی راہیں مسدود ہونے کی صورت میں ظالم اور استعماری حکمرانوں کے خلاف جدوجہد کریں تو اسے دہشت گردی کیسے کہا جا سکتا ہے؟ اگر یہ دہشت گردی ہے تو دنیا کے موجودہ سیاسی نقشے کا ۸۰ فیصد ایسی ہی جدوجہد کے نتیجے میں وجود میں آیا ہے مشرقی تیمور جہاں ۲۰ رسالہ عسکری جدوجہد کے بعد اقوام متحدہ کے زیر انتظام استصواب ہوا ہے۔ یہ اور بات ہے کہ مشرقی تیمور اپنے تیل کے ممکنہ ذخائر کی وجہ سے مغربی اقوام کی توجہ کا مرکز بنا ہے اور ایک مسلمان ملک کو کمزور کر کے ایک عیسائی ریاست کا قیام ہوا ہے۔ وہ اس کی قیادت کرنے والا عیسائی پادری تھا لہذا وہ دہشت گردی نہیں لیکن بات اصول کی ہے اور جس حق کے تحت اقوام متحدہ کے ۱۳۰ رممالک آزاد ہوئے ہیں اسے محض لئے دہشت گردی قرار نہیں دیا جا سکتا کہ کشمیر، کوسووا، چیچنیا اور منڈاناؤ میں اس کا فائدہ مسلمانوں کو پہنچے گا۔ (۳۱)

اس لئے امت مسلمہ کو پورے اتحاد کے ساتھ اس مسئلے پر توجہ دینے کی فوری ضرورت ہے۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com



## یورپی دنیا کی انتہاء پسندی
## اور فکری تنگی وتعصب کے سبب جنگی جرائم کا جائزہ

جب سے بنی نوع انسان کی تاریخ نویسی کا آغاز ہوا صرف ۲۶۸ر سال ایسے گزرے ہیں جن میں کوئی جنگ واقع نہیں ہوئی۔(۳۲)

انگلستان اور فرانس کے درمیان ۱۳۳۸ء سے ۱۴۵۳ء تک ۱۱۵ر برس تک جنگ جاری رہی، جو بلاشبہ انسانی تاریخ کی طویل ترین جنگ ہے تاہم اس عرصہ میں یکے بعد دیگرے متعدد جنگیں لڑی گئیں اور درمیان میں کچھ وقفے بھی آئے۔

سترھویں صدی عیسوی میں مختلف یورپی ممالک کے درمیان ۳۰ر سالہ جنگ لڑی گئی ۱۶۱۸ء سے ۱۶۴۸ء تک لڑی جانے والی اس جنگ میں یورپ کا نقشہ ہی بدل گیا تھا۔(۳۳) ۱۶۱۸ء تا ۱۶۴۸ء مسلسل ۳۰ر برس جاری رہنے والی اس جنگ کو ''سی سالہ جنگ'' کا نام دیا جاتا ہے جس میں جرمنی، فرانس آسٹریا، سویڈن وغیرہ نے حصہ لیا۔ اس میں صرف جرمنی کے ایک کروڑ بیس لاکھ آدمی مارے گئے۔ طویل ترین جنگ رومن کیتھولک اور پروٹسٹنٹ فرقوں کے مابین بالا ویسٹ فیلیا کے مقام پر ایک صلح نامہ کے نتیجہ میں اختتام پذیر ہوئی۔(۳۴)

امریکی خانہ جنگی ۱۸۶۱ء تا ۱۸۶۵ء جاری رہی اس میں ایک فریق شمالی ریاستیں اور دوسرا فریق جنوبی ریاستیں تھیں اور جنگ کا سبب غلامی کا مسئلہ تھا اس میں تین لاکھ آدمی شمالی ریاستوں کے اور پانچ لاکھ جنوبی ریاستوں کے مارے گئے ۴۷ر کروڑ پونڈ خرچ ہوئے اس رقم سے دنیا بھر کے غلام ایک قطرہ خون بہائے بغیر آزاد کرائے جاسکتے تھے۔(۳۵)

۱۷۰۰ء سے ۱۸۷۲ء تک یورپ میں ۱۲۰ر جنگیں لڑی گئیں جن میں سے صرف دس مرتبہ رسمی اعلان جنگ کیا گیا تھا۔(۳۶)

## جنگ عظیم اول کی ہلاکت خیزی

جنگ عظیم اول ۱۴ر اگست ۱۹۱۴ء، ۱۵۶۵ دنوں تک جاری رہی، اس جنگ میں

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com



ہلاک ہونے والوں کی تعداد تقریباً ۹ ملین، شدید زخمی ہونے والوں کی تعداد ۲۲ ملین، اپاہج اور معذور ہو جانے والوں کی تعداد ۲۵ ملین بتائی گئی ہے۔

یہ اعداد وشمار میدان جنگ کے ہیں، جبکہ شہروں میں مرنے والوں اور زخمیوں کی تعداد میدان جنگ سے کہیں زیادہ ہے۔ اس جنگ پر ہونے والے اخراجات سے بلجیک، بلجیم، روس، امریکہ، جرمنی، کینیڈا، آسٹریلیا کے مکینوں کے لئے تمام آسائشوں اور لوازمات کے ساتھ ایک ایک مکان بنایا جا سکتا تھا۔ (۳۷)

انسانیت کے خلاف مہذب دنیا کی اس ہلاکت خیز جنگ میں ساڑھے چھ کروڑ افراد دھکیلے گئے ایک کروڑ فوجی میدان جنگ میں مارے گئے۔ ڈیڑھ کروڑ شہری قتل ہوئے۔ دو کروڑ سے زائد افراد دائمی معذوری کا شکار ہوئے، لاکھوں بچے یتیم ہوئے، پچاس لاکھ عورتیں بیوہ ہوئیں، لاکھوں عورتیں، بچے، فوجی اور شہری لاپتہ ہو گئے۔ یورپ کا مشہور مورخ اے جی گرانٹ اس جنگ پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتا ہے: ''خدا نہ کرے دنیا میں پھر سے بڑی فوج وجود میں آئے اس جنگ میں مغربی محاذ کی فوجوں نے خندقیں کھودیں جن کا سلسلہ آئس لینڈ سے سوئٹزرلینڈ تک پھیلا ہوا تھا۔''

ان خندقوں میں جو ایک دوسرے سے بہت کم فاصلے پر تھیں زمین کے نیچے اور اوپر لڑائیاں جاری تھیں، جن میں نہ کبھی عارضی طور پر صلح ہوئی اور نہ لڑنے والوں نے آرام کیا۔ اس جنگ کے متعلق اعداد وشمار پورے طور پر فراہم نہیں ہوئے ہیں۔ اندازہ لگانے میں بہت اختلاف ہے، مگر اس میں پانچ کروڑ افراد شریک تھے جن میں سے غالباً اسی ۸۰ / لاکھ کام میں آئے۔ زخمیوں کی تعداد ان سے چار گنا تھی یعنی یورپ کے نوجوانوں کی ایک نسل ضائع ہو گئی۔

بعد ازاں اس جنگ کے خاتمہ پر کیمیاوی اور جنگ کے اثرات سے انفلوئنیزا شروع ہوا، جس کے اثر سے مزید ایک کروڑ افراد ہلاک ہوئے۔

## جنگ عظیم دوم کی ہلاکت خیزی (تاریخی حقائق کی زبانی)

دوسری عالمی جنگ میں ۳۵ / ملین انسان ہلاک ہوئے، ۲۰ ملین ہاتھ پاؤں سے معذور ہوئے، ۱۷ / ملین لیٹر خون زمین پر بہایا گیا، ۱۲ ملین حمل ساقط ہوئے، ۱۳ ہزار پرائمری سیکنڈری اسکول، ۶ / ہزار یونیورسٹیاں، ۸ / ہزار لیبارٹریاں ویران و برباد ہو گئیں۔ نوے ہزار گولے فضا میں پھٹے۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com



جبکہ دوسری جنگ عظیم کی ہلاکت خیزی اور انسانی جانوں کے ضیاع پر مبنی تحقیقی رپورٹ دنیا کے حیرت انگیز ریکارڈز پر مبنی شہرہ آفاق ''گینز بک آف ورلڈ ریکارڈ'' کے حوالہ سے ملاحظہ کیجئے:

''انسانی جانوں کے نقصان کے حوالہ سے دوسری جنگ عظیم کو سب سے زیادہ خوفناک جنگ تصور کیا جاتا ہے، جس میں تمام ممالک کے ہلاک ہونے والے فوجیوں اور شہریوں کی تعداد ۵۴ء۸ ملین تھی، جس میں ۲۵ ملین سوویت یونین اور ۷ء۸ ملین چینی شہری شامل تھے۔ پولینڈ اس جنگ مین سب سے زیادہ متاثر ہوا، جس کی ۱۷ء۲ فیصد آبادی ہلاک ہوئی، یہ تعداد ۶۰۲۸۰۰۰ بنتی ہے۔''

اخراجات کے حوالہ سے بھی جنگ عظیم دوم کو منفرد مقام حاصل ہے۔ اس جنگ پر ۱ء۵ ٹریلین ڈالر لاگت آئی جو تاریخ کی تمام جنگوں پر آنے والی جنگوں سے زیادہ تھی۔ مئی ۱۹۵۹ء میں لگائے جانے والے تخمینے کے مطابق سوویت یونین نے اس جنگ پر ۲ء۵ ٹریلین روبلز خرچ کئے۔ جبکہ امریکہ کے اخراجات ۵۳۰ ربلین ڈالر تھے۔ برطانیہ کو ۳۴۴۲۳ ر پاؤنڈ خرچ کرنے پڑے۔ جو پہلی عالمی جنگ کے مقابلہ میں ۱۵۸ء۶ گنا زیادہ تھے۔

متمدن دنیا کی بیسویں صدی کی انسانیت کے خلاف ان بھیانک جنگوں میں انسانی خون کا سمندر بہایا گیا، انسان لنگڑے، لولے، اندھے اپاہج ہوئے، شہر کے شہر تباہی اور ویرانی کی علامت بن گئے، لاکھوں عورتیں بیوہ اور بچے یتیم ہوئے۔ لاکھوں انسان گھر سے بے گھر ہوئے ان ہلاکت خیز انسان دشمن جنگوں کے فاتحوں کے سیاہ کارناموں پر بے شمار کتابیں لکھی گئیں۔

## پہلی اور دوسری عالمی جنگوں کی بھیانک لڑائیاں

وقت کے دورانئے کے باعث پہلی اور دوسری عالمی جنگوں کی بڑی لڑائیوں میں فرق کرنا بہت مشکل ہے، یکم جولائی سے ۱۹ رنومبر ۱۹۱۶ء تک فرانس کے علاقے سومی میں لڑی جانے والی ۱۴۲ روزہ طویل جنگ میں اندازاً ۱ء۲۲ ملین سے زائد افراد ہلاک ہوئے۔ جن میں سے ۳۹۸ء۶۷۱ برطانوی (پہلے دن ۵۷۴۷۰ء) اور چھ لاکھ سے زائد جرمن تھے۔ جرمن فوج

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com



کو۲۲ ر جون سے ۸ ر جولائی ۱۹۴۴ء تک صرف ۱۷ دنوں میں مشرقی محاذ پر ساڑھے تین لاکھ سے زائد فوجیوں سے ہاتھ دھونا پڑا۔ ۳۱ ر جنوری ۱۹۴۳ء کو فیلڈ مارشل فریڈرک وون پاؤلس کے ہاتھوں اسٹالین گراڈ میں جرمن فوج کی پسپائی پر ختم ہونے والی لڑائی میں گیارہ لاکھ نو ہزار افراد مارے گئے، چھ لاکھ پچاس ہزار سے زائد سوویت فوجی زخمی ہوئے، اس لڑائی کے بعد پانچ لاکھ کی آبادی والے شہر میں صرف پندرہ سو پندرہ شہری زندہ بچے۔ ۱۶ ر اپریل سے ۲ ر مئی ۱۹۴۵ء تک برلن، جرمنی پر سوویت فوج کی آخری چڑھائی کے دوران دونوں جانب سے ۳ء۵ ملین فوجیوں نے حصہ لیا جبکہ اس میں ۵۲ ر ہزار گنیں اور مارٹرز ۷۷۵۰ ر ٹینک اور گیارہ ہزار طیارے استعمال ہوئے۔

جنگ عظیم دوم کی خبر آخری وقت میں اخبارات میں اس طرح چھپی: ”روس نے امریکی کارخانوں سے یہ خواہش ظاہر کی ہے کہ وہ ۴ ملین مصنوعی پاؤں بنادے جو جنگ میں لنگڑے لولے ہوجانے والے فوجیوں کے لگائے جائیں گے۔“

## جنگ عظیم سوم کی طرف پیش قدمی

## انسانی حقوق کے علمبرداروں کا انسانیت کی تباہی کا ??

جنگ عظیم سوم (تیسری عالمی جنگ) کے لئے عسکری میدان کی تیاری اور اسلحہ سازی کا جنونی مقابلہ ذیل میں دیئے گئے اعداد وشمار کی روشنی میں لگایا جاسکتا ہے۔ نیز اس کی ہلاکت خیزی اور تباہ کن اثرات کا اندازہ جنگ عظیم اول اور دوم کے جانی و مالی نقصانات کی روشنی میں بخوبی لگایا جاسکتا ہے۔

انتہائی محتاط اندازے کے مطابق دنیا میں پچاس ہزار جوہری ہتھیار موجود ہیں، ان میں ۲۷ ہزار سابق سوویت یونین کے پاس، ۱۹ ہزار امریکہ کے اسلحہ خانہ میں، ۶ سو فرانس کی مٹھی میں، ۴ سو برطانیہ کے قبضہ میں، ۲۵۰ چین کے جھنڈے تلے اور ۱۵۰ صیہونی اسرائیل کے قابو میں ہیں۔

امریکہ اور جاپان کی جنگ ۱۹۴۵ء میں امریکہ کی طرف سے جاپان پر دو چھوٹے ایٹم بم پھینکے گئے۔ ”ہیروشیما“ پر اور ٹھیک صرف تین دن بعد دوسرا بم ”ناگاساکی“ پر پھینکا

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com



گیا۔ ہیروشیما میں ۷۰ ہزار انسان یکدم ہلاک ہو گئے اور اتنے ہی زخمی ہوئے۔ جبکہ ناگاساکی میں ۴۰ ہزار افراد ہلاک ہوئے اور اتنے ہی زخمی ہوئے۔ ہیروشیما اور ناگاساکی پر گرائے جانے والے بموں کی ہلاکت خیزی کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ ان میں ایک بم ۲۳۵ واحد یورنیم اور ۲۳۹ واحد پلاٹینم اور ۳۳۵ ہزار پھٹنے والے مادوں کا مجموعہ تھا۔

روس نے قیام کمیونزم کے لئے صرف ابتدائی ایام میں ۱۹ر لاکھ افراد کو موت کی سزا دی، ۲۹ لاکھ لوگوں کو مختلف سزائیں دیں۔ پچاس لاکھ افراد کو جلاوطن کیا گیا۔ کوریا کی معمولی جنگ میں کشمکش کی بناء پر صرف دو سال میں ۵۰ لاکھ مرد عورتیں اور بچے ہلاک ہوئے اور ایک کروڑ افراد زخمی ہوئے۔ چین میں کمیوزنیزم نافذ کرنے کے لئے ڈیڑھ کروڑ زمینداروں کو پھانسی پر لٹکا دیا گیا۔

مشرقی یورپ میں کمیونزم کی انتقامی کارروائیوں کا ہدف بننے والوں کے اعداد وشمار اکٹھے کرنے کی غرض سے برطانیہ میں ایک تنظیم:

Inter Denominational Service کمیونسٹ ممالک کے جلاوطن افراد نے قائم کی۔ ۳۱ر اکتوبر ۱۹۶۷ء کو البرٹ ہال لندن میں تنظیم کا اجلاس ہوا، جس میں یورپ میں کمیونسٹوں کے ہاتھوں ہلاک ہونے والوں کے بارے میں مندرجہ ذیل اعداد وشمار جاری کئے گئے: روسی حملہ یورپی انقلاب ۵۰۰۰۰۰، انقلاب دشمنوں واقلیتوں کا قتل عام ۲۰۰۰۰۰۰، روس کے لیبر کیمپوں میں یورپی قیدیوں کی ہلاکت ۱۰۰۰۰۰، کل اموات ۲۶۰۰۰۰۰۔

## عراق اور افغانستان کے خلاف انتہاء پسندی وجنگی جرائم

اسلام اور مسلمانوں کے خلاف صلیبی دنیا کے سپہ سالار اور نام نہاد انسانی حقوق کے علمبردار مہذب دنیا کے سب سے بڑے ترجمان امریکہ کی زیر قیادت صلیبی دنیا کے اتحادیوں نے اسلامی ملک عراق کے خلاف جنگ کے ۴۲ دنوں کے دوران ۸ ہزار ٹن بارود برسایا جو ''ہیروشیما'' پر اس صلیبی دنیا کے قائد امریکہ کی جانب سے گرائے جانے والے بارود سے ساڑھے سات گناہ زیادہ تھا۔

امریکی وزارت خارجہ پینٹاگون کے مطابق ایک لاکھ دس ہزار بم برسائے گئے، یعنی

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com



۴۲ دن جاری رہنے والی اس جنگ میں اوسطاً ہر دو منٹ بعد ایک بم گرایا گیا، اور یہ سارے بم جنگی نوعیت کی اہمیت والی جگہوں کے علاوہ کنوؤں، پانی کے ذخیروں، پانی صاف کرنے والے پلانٹس نہروں اور پلوں وغیرہ پر برسائے گئے، اس کے نتیجہ میں پہلے چار دنوں میں ملک بھر میں پانی کی سپلائی کا نظام مکمل طور پر تباہ و برباد کر دیا گیا، جبکہ جنگ شروع ہونے کے پہلے آدھ گھنٹے میں ملک بھر کی بجلی کا ۹۰ فیصد نظام ختم ہو کر رہ گیا، چار ماہ میں ۶۷ فیصد مویشی ختم ہو گئے، خوراک کی مقامی پیداوار بالکل صفر ہو کر رہ گئی۔ اس بھیانک جنگ کے نتیجہ میں اب عالمی ادارہ صحت (W.H.O) کے مطابق عراق میں لوگوں کی اوسط عمر ۶۰ سال سے کچھ ہی زیادہ رہ گئی ہے۔ موجودہ حملہ میں صدام کا تختہ پلٹنے کے بعد عراق کی اینٹ سے اینٹ بجادی گئی، ابوغریب جیل کی داستان دنیا سن چکی ہے۔ افغانستان کے بے قصور مسلمانوں کا قتل عام جاری ہے، گوانتاموبے میں قید لوگوں کو نہ قیدیوں کے حقوق حاصل ہیں اور نہ انسانوں کے۔

ستم بالائے ستم اقوام متحدہ کی سلامتی کونسل کا ۶ راگست ۱۹۹۰ء کا فیصلہ اس سے بھی زیادہ بھیانک نتائج سامنے لایا جس کے نتیجہ میں عراق پر تجارتی پابندی عائد کئے جانے کے نتیجہ میں پانچ سال کے اندر اندر پانچ لاکھ عراقی باشندے موت کے منہ میں چلے گئے، ۵ سال اور اس سے کم عمر کے ساڑھے تین لاکھ بچے لقمہ اجل بن گئے ایک ماہ میں ایک سال سے کم عمر کے چھ ہزار بچے فوت ہو گئے۔

حالیہ حملہ میں صرف فلوجہ میں ہزاروں مسلمان مرد وعورتیں بچے شہید کر دیئے گئے ہیں اور دعویٰ ہے کہ دہشت گردی ختم کرنے، اعتدال پسندی رائج کرنے آئے ہیں۔

## خواتین کے حوالے سے اقوام و مذاہب کا انتہاء پسندی وفکری جمود کا رویہ

خواتین انسانی معاشرہ کے فروغ کی بنیاد ہیں، خواتین ہی اس دھرتی کی زینت ہیں، بقول علامہ اقبال

وجود زن سے ہے تصویر کائنات میں رنگ
کہ اس کے ساز سے ہے زندگی کا سوز دروں
شرف میں بڑھ کے ثریا سے مشیت خاک اس کی

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com



کہ ہر شرف ہے اسی درج کا در مکنوں!
مکالمات فلاطوں نہ لکھ سکی، لیکن
اسی کے شعلے سے ٹوٹا شرار افلاطوں

اسلام نے خواتین کو جو عزت وقار عطا کیا ہے اس کی اہمیت کو سمجھنے کے لئے ضروری ہے کہ پہلے دیکھیں اسلام سے پہلے دنیا میں خواتین کا کیا مقام تھا تا کہ اسلام کے عطا کردہ مقام حقوق کا صحیح اندازہ ہو سکے۔ انسائیکلو پیڈیا آف ریلیجس کے مصنف لکھتے ہیں:

The First to Point to the Systemic nature and significance of gender asymmetry in Western culture. She argued in new Women, New Earth.(38)

مغربی ممالک میں عورت کے بارے میں پہلا نقطہ نظر یہ ہے کہ عورت صرف دو جنسوں کے ملاپ کے لئے ہے۔ یعنی صرف جنسی تسکین کے لئے ہے اور یہ تاثر دیتے ہیں کہ نئی عورت نئی زمین کی طرح ہے۔ یعنی جس طرح زمین پرانی اور بنجر ہو کر بے قیمت ہو جاتی ہے اسی طرح عورت بڑھیا ہو کر بے قیمت ہو جاتی ہے۔

## خواتین کے بارے میں یونانیوں کی رائے

ڈاکٹر عبدالرب لکھتے ہیں کہ خواتین کے بارے میں افلاطون کا فلسفہ یہ تھا کہ عورتیں صرف بچے پیدا کرنے کے لئے ہیں۔ جس طرح جانور بچے پیدا کرنے کے لئے رکھے جاتے ہیں یونانی کہا کرتے تھے کہ عورت کو صرف لذت حاصل کرنے کے لئے بنایا گیا ہے۔ (۳۹) یونانی عورت کو ایک کمتر درجہ کی مخلوق سمجھتے تھے۔ اگر کسی عورت کا بچہ خلاف فطرت پیدا ہوتا تو اسے مار ڈالتے۔

اس بدنصیب عورت کو جس سے کسی قوی سپاہی پیدا ہونے کی امید نہ ہوتی مار ڈالتے، جب کسی عورت کا بچہ پیدا ہو چکتا تو فوائد ملکی کی غرض سے اسے دوسرے شخص کی نسل لینے کے لئے اس کے خاوند سے عاریتاً لے لیتے تھے۔ اور خاوند مرتے وقت جس کے حق میں چاہے بیوی کے متعلق وصیت کر سکتا تھا اور وہ اس کی ملکیت ہو جاتی تھی۔ (۴۰) یونانی خرافیات (Mythology) میں ایک خیالی عورت پانڈورا (Pandora) کو اسی طرح تمام انسانی

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com



مصائب کا موجب قرار دیا گیا تھا۔ جس طرح یہودی خرافیات حضرت حواؑ کے متعلق اس غلط افسانے کی شہرت نے عورت کے بارے میں یہودی اور مسیحی اقوام کے رویے پر جوز بردست اثر ڈالا ہے اور قانون، معاشرت، اخلاق ہر چیز کو جس طرح متاثر کیا ہے وہ کسی سے پوشیدہ نہیں ہے۔ (۴۱)

## خواتین کے بارے میں رومیوں، عیسائیوں کی رائے

اہل روم نے اپنے قانون میں لکھا تھا عورت تجارت وصیت یا گواہی کے معاملے میں نا اہل ہے۔ عورت اور مرد کی شادی کے حوالے سے نکاح کا نام ''اتفاق الیادۃ'' رکھا تھا۔ یعنی شوہر کی بیوی پر حکمرانی (۴۲) مرد اپنے خاندان کا سردار ہے۔ اس کو اپنے بیوی بچوں پر پورے مالکانہ حقوق حاصل ہیں، بلکہ بعض حالات میں وہ بیوی کو قتل کر دینے کا بھی مجاز ہے۔ (۴۳) فلورا (Flora) نامی ایک کھیل رومیوں میں نہایت مقبول ہوا کیونکہ اس میں برہنہ عورتوں کی دوڑ ہوا کرتی تھی۔ (۴۴) ترتولیاں (Tertullian) جو ابتداء دور کے ائمہ مسیحیت میں سے تھا۔ عورت کے متعلق مسیحی تصور کی ترجمانی ان الفاظ میں کرتا ہے: ''وہ شیطان کے آنے کا دروازہ ہے۔ وہ شجر ممنوع کی طرف لے جانے والی خدا کے قانون کو توڑنے والی اور خدا کی تصویر یعنی مرد کو غارت کرنے والی ہے۔'' کرائی سوسٹم (Chryusostum) جو مسیحیت کے اولیاء کبار میں شمار کیا جاتا ہے عورت کے حق میں کہتا ہے: ''ایک ناگزیر برائی ایک سو پیدائشی وسوسہ، ایک مرغوب آفت ایک خانگی خطرہ ایک غارت گر دلربائی ایک آراستہ مصیبت'' (۴۵) انگریزی لفظ (Evil) کے متعلق کہا جاتا ہے (جس کے معنی بدی اور برائی، گنہگار اور شیطان و ابلیس لئے جاتے ہیں) کہ یہ لفظ (Eve) سے بنا ہے جو حوا کے نام کا انگریزی ترجمہ ہے۔ عیسائیت (Christianity) میں عورت کے متعلق یہی تصورات ہیں۔ (۴۶) فاطمہ میرنسی لکھتی ہیں:

> They explained their behavior by saying. "We only practice at arrud with Women we believe to be slaves" thus excusing themselves by claiming confusion about the identity of the women they approached.(47)

(عیسائیوں نے اس کا اعتراف کیا ہے) کہ توریت نے عورتوں کے ساتھ غلاموں

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com



جیسا سلوک کیا ہے۔ یہی ایک چیز ہے جو خواتین کی شناخت کے حوالے سے (ہم عیسائیوں) کو شرمندہ کرتی ہے۔

محمد انسائیکلو پیڈیا آف سیرہ (Muhammad Encyclopedia of Seerah) کے مقالہ نگار لکھتے ہیں:

> The idea that a women is an imperfect creature arose among the people of the west before it did among us Easterners. Men of the West were Quite unjust in their jeering at Women and calling her imperfect Sometimes they claimed to be representing the church and remarked, A Women Should be ashamed of being a Women, Sometimes they said, "Women is a being who has long hair and is short of understanding. A Women is the last of all savage beasts whom man has tamed. A Women is the last link between anime and human beings and So on, More Surprising than this is that a section of the people of the west have recently done a complete volute face and now want to prove by one thousand and one different arguments that man is an imperfect, inferior and humble being and that woman is the perfect and Superior Sex. (48)

عورت کے کم درجہ ہونے کا تصور پہلے مغرب میں رائج تھا، پھر مشرق میں پھیلا، مغرب کے حضرات عورت پر طنز کرنے اور ان کو ناقص کہنے میں بالکل غیر معتدل تھے، بعض اوقات وہ چرچ کی نمائندگی کا دعویٰ کرتے اور عورتوں کے خلاف یہ ریمارکس دیتے کہ ''ایک عورت کو عورت ہونے کی وجہ سے ڈوب مرنا چاہیے'' بعض اوقات وہ کہتے کہ عورت ایک مخلوق ہے لمبے بالوں اور بغیر عقل والی اور عورت ان جنگلی درندوں میں سے ہے جس کو مرد نے سدھارا ہے۔ (یعنی مہذب بنایا ہے) جانوروں کے درمیان اور اس سے بھی حیران کن بات یہ ہے کہ مغرب کے ایک گروپ نے اب متضاد کروٹ لی ہے۔ اور یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ آدمی ایک ناقص، کمتر اور عاجز مخلوق ہے اور عورت ایک مکمل اور برتر مخلوق ہے۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com



## خواتین کے بارے میں چینیوں اور ہندوؤں کی رائے

ڈاکٹر عبدالرب لکھتے ہیں: یہی حال چینیوں کا تھا کہ وہ خواتین کو کم درجہ کی مخلوق سمجھتے تھے، اپنی خواتین کو دوسرے کے گھر کام کرنے کے لئے کرایہ پر دیتے تھے، اسی طرح قرض کے بدلے یا قصاص میں خواتین کو دے دیا کرتے تھے۔ یہی حال ہندوؤں کے ہاں خواتین کے ساتھ تھا۔(۴۹) جیسا کہ ''البیرونی نے ذکر کیا ہے جب کسی کا شوہر مرجاتا تو اس کو کہا جاتا یا تو اپنے شوہر کے ساتھ زندہ جل جائے یا ساری زندگی تنہا جانوروں کی طرح زندگی گزارے، خواتین کا کوئی حق یا کوئی مستقبل نہیں تھا جو ملا صرف اسلام نے دیا۔

## اعتدال پسندی اور روشن خیالی اختیار کرنے کا قرآنی حکم

ہمارا فرض تو یقیناً یہ ہے کہ دین حق کی دعوت دوسروں تک پہنچائی جائے، مگر کسی کو مجبور کرنے کی قطعی اجازت نہیں۔ قرآن کی اس آیت پر غور کیجئے۔

ولو شاء ربک لا من من فی الارض کلھم جمیعاً أفانت تکرہ الناس حتی یکونوا مومنین(۵۰)

اگر آپ ﷺ کا رب چاہتا تو جتنے لوگ زمین میں ہیں سب کے سب ایمان لے آئے۔ کیا آپ لوگوں کو اس بات پر مجبور کریں گے کہ وہ مسلمان ہو جائیں''۔ جب اللہ کے رسول کے لئے یہ حکم ہے تو ہم کون ہوتے ہیں، دین کے بارے میں زبردستی کرنے والے۔ اسلام کی حقیقی تعلیمات یہی ہیں کہ دین کے بارے میں جبر و تشدد کی قطعاً اجازت نہیں، تبلیغ اسلام ضروری ہے لیکن کس انداز سے، آیت قرآنی پر غور کیجئے۔

أدع الی سبیل ربک بالحکمة و الموعظة الحسنة و جادلھم بالتی ھی احسن (۵۱)

آپ ﷺ حکمت اور عمدہ نصیحتوں کے ذریعہ (لوگوں کو) اللہ کی طرف بلائیے اور ان سے اچھے طریقے سے بحث کیجئے۔

اسلام محبت و پیار کا مذہب ہے، آشتی اور شانتی کا مذہب ہے، اسلام سب کا مذہب

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com



ہے، ہاں یہ سب کا ہے اور سب اس کے ہیں۔ قرآن حکیم نے خدا کا یہ تصور دیا کہ وہ رحمٰن ورحیم ہے۔ مہربان ہے، بہت ہی مہربان۔ رب العالمین (۵۲) جہانوں کا پالنے والا، اس نے اپنے لئے رحم وکرم کو طے کرلیا۔ (۵۳) اپنے بندوں کے سارے گناہ معاف کر دیتا ہے۔ (۵۴) اور حضرت محمد ﷺ کے لئے یہ تصور دیا کہ کسی فرقے یا جماعت کے لئے نہیں بلکہ سارے انسانوں کے لئے تشریف لائے ہیں۔ (۵۵) سارے جہانوں کے لئے رحمت ہیں۔ (۵۶) اور قرآن حکیم نے اپنے لئے یہ تصور دیا کہ سارے انسانوں کے لئے نازل ہوا ہے، اس میں سارے انسانوں کے لئے صحت ونصیحت اور ہدایت ورحمت ہے۔ (۵۷) قرآن حکیم کے ان تصورات میں سارے انسانوں کے لئے بڑی کشش ہے۔ ان تصورات میں عالم گیریت ہے، یہ تصورات سارے جہاں کو سمیٹے ہوئے ہیں۔ ہم قرآن کی روشنی میں دنیا کو امن کا گہوارہ بنا سکتے ہیں۔ وہ دنیا جو آج بے چین ومضطرب ہے۔ جہاں ظلم ہی ظلم ہے۔ پیار نہیں، پریم نہیں، محبت نہیں، سہار نہیں، ہر آنکھ محبت کو ترس رہی ہے۔ رواداری اور محبت کا جذبہ جب پیدا ہوسکتا ہے جب انسان سے پیار ہو۔ قرآن حکیم نے بتایا کہ انسانی جان کتنی عظیم ہے، بہت عظیم، جس نے ایک انسان کو قتل کیا گویا اس نے سارے انسانوں کو قتل کردیا۔ قرآن کی آواز کان لگ کر سنیئے۔ جس نے کوئی جان قتل کی بغیر جان کے بدلے یا زمین میں فساد کئے تو گویا اس نے سب لوگوں کو قتل کیا اور جس نے ایک جان کو زندہ رکھا تو گویا انے سب جانوں کو زندہ رکھا۔ (۵۸) ایک اور جگہ فرمایا! جس جان کی اللہ نے حرمت رکھی اسے ناحق نہ مارو۔ (۵۹) قرآن میں بار بار فرمایا گیا اللہ فساد کو پسند نہیں کرتا۔ (۶۰) اس لئے تم بھی فساد کو نہ چاہو۔ (۶۱) قرآن حکیم نے انسانوں کو ایک طرف فساد سے روکا اور دوسری طرف عفوو درگزر برداشت اور رواداری کا سبق سکھایا، کس پیار سے انداز سے سمجھایا۔ ''اور نیکی وبدی برابر نہیں، برائی کو بھلائی سے ٹالو تو پھر دیکھنا کہ تم میں اور اس میں جسے تم سے دشمنی تھی ایسی محبت ہو جائے گی جیسے جگری دوست۔ (۶۲)

## اعتدال پسندی اور روشن خیالی کا حکم تعلیمات نبوی ﷺ کی روشنی میں:

اللہ تعالٰی نے سارے انسانوں کے لئے حضور انور ﷺ کو نمونہ بنایا اور آپ سے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com


بار بار فرمایا! تو تم (بدخواہوں اور دشمنوں) کو چھوڑ دو اور درگزر کرو۔ (۶۳) اے محبوب! معاف کرنا اپنی عادت بنالو اور بھلائی کا حکم دو۔ (۶۴) لوگوں سے اچھی بات کہو۔ (۶۵) اللہ نے حضور انور ﷺ کی تربیت فرمائی اور آپ نے سب انسانوں کی تربیت فرمائی آپ نے انسان کا احترام کیا اور انسانوں کی بات کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی باتیں سن سن کر انسان حیران ہوتا ہے، آپ ﷺ نے فرمایا جس نے کسی زیر معاہد غیر مسلم کو قتل کیا، جنت کی خوشبو نہ سونگھے گا۔ (۶۶) جو رحم نہیں کرتا اس پر رحم نہیں کیا جاتا۔ (۶۷) تم زمین والوں پر رحم کرو، آسمان والا تم پر رحم فرمائے گا۔ (۶۸) تم میں سے کوئی اس وقت تک کامل مومن نہیں ہوگا جب تک کہ اور لوگوں کے لئے وہی پسند نہ کرے جو اپنے لئے پسند کرتا ہے۔ (۶۹) لوگوں کے لئے وہی پسند کرو جو اپنے لئے پسند کرتے ہو تاکہ تم مسلمان ہو جاؤ۔ (۷۰) آپس میں ایک دوسرے سے کینہ نہ رکھو، ایک دوسرے پر حسد نہ کرو اور ایک دوسرے سے منہ نہ پھیرو اور سب مل کر خدا کے بندے ہو جاؤ اور آپس میں بھائی بھائی بن جاؤ۔ (۷۱) آپ ﷺ کا فرمان ہے کہ! ''مجھے میرے رب نے حکم دیا کہ جو کوئی مجھ پر ظلم کرے میں اسے قدرت انتقام کے باوجود معاف کر دوں، جو مجھ سے قطع تعلق کرے میں اسے ملاؤں، جو مجھے محروم رکھے میں اسے عطا کروں۔ غضب اور خوشنودی دونوں حالتوں میں حق گوئی کو شیوہ بناؤں۔'' حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ سے عرض کیا گیا کہ آپ مشرکین مکہ کے حق میں بددعاء فرمائیں، ارشاد فرمایا! ''میں رحمت ہی بنا کر بھیجا گیا ہوں اور لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی رحمت سے دور کرنے کے لئے نہیں بھیجا گیا۔

پنڈت گوپال کرشن تعلیمات نبوی ﷺ کے اثرات کا اعتراف کرتے ہوئے لکھتے ہیں!

''یہ بھی آپ ﷺ ہی کی کرپا (مہربانی) تھی کہ عرب کے ظالم لٹیرے اعلیٰ اوصاف والے ''مہنت'' اور ''سوامی'' بن گئے۔ اور آپ ﷺ نے عربوں میں وہ جوہر پیدا کر دیا۔ جو ایک ہی سمے (وقت) میں آدمی کی آتما (روح) کی سدھار کا کام بھی کرے اور اسے جرنیل، کمانڈر اور چیف جسٹس بھی بنا دے۔'' (۷۲)

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com



# غیر مسلموں کے ساتھ روشن خیالی کا سلوک کرنے کا حکم

نبی کریم ﷺ نوع انسانی کے لئے رحمت بنا کر بھیجے گئے۔ یہی وجہ ہے آپ ﷺ کے ہر حکم وعمل میں اعتدال پسندی وروشن خیالی، عفو، محبت واخوت ٹپکتی ہے۔ ''میثاق مدینہ'' اس کی صرف ایک مثال ہے۔ ڈاکٹر حمید اللہ صاحب نے اس پر تفصیل سے اپنی کتابوں عہد نبوی میں نظام حکمرانی (۷۳) رسول اکرم ﷺ کی سیاسی زندگی (۷۴) خطبات بہاولپور، (۷۵) مسلمانوں کا نظام مملکت (۷۶) میں لکھا ہے۔ اس کے علاوہ اردو دائرہ معارف اسلامیہ (۷۷) رسول اکرم ﷺ اور یہود حجاز (۷۸) حیات محمد (۷۹) میں بھی یہ موضوع زیر بحث آیا ہے۔ میں اس کا خلاصہ پیش کررہی ہوں۔

ڈاکٹر محمد حمید اللہ نے دلائل سے ثابت کیا ہے کہ ''میثاق مدینہ'' دنیا کا سب سے پہلا تحریری دستور ہے۔ یہ تاریخ ساز میثاق واضح طور پر دوحصوں میں تقسیم ہے پہلے حصہ میں ۲۳ دفعات ہیں اور دوسرے میں ۲۴۔ پہلا حصہ مسلمانوں کے باہمی تعلقات اور حقوق وفرائض کی نشاندہی کرتا ہے جبکہ دوسرا حصہ اہل اسلام اور دیگر اہل مدینہ کے باہمی تعلقات، حقوق وفرائض اور دیگر امور کی وضاحت کرتا ہے۔ ''میثاق مدینہ'' میں واضح اور دوٹوک الفاظ میں اس امر کی وضاحت کردی گئی ہے کہ غیر مسلم یہودیوں کو مکمل مذہبی آزادی ہوگی، ایک دفعہ کے الفاظ یہ ہیں! مسلمانوں کے لئے مسلمانوں کا دین اور یہودیوں کے لئے یہودیوں کا دین ہے، یعنی مدینے میں جتنے لوگ بھی بستے تھے ان کو دینی، عدالتی اور قانونی آزادی کا اطمینان دلایا گیا ہے۔ میثاق مدینہ کی دفعہ ۲۵ کے تحت یہود مدینہ اور انصار ومہاجرین (اسلامی برادری) ایک امت (سیاسی وحدت) متصور ہوں گے، یہودی اپنے دین پر رہنے کے مجاز ہیں اور مسلمان اپنے دین پر۔ اس تاریخ ساز معاہدہ کی بدولت مذہبی آزادی اور اعتدال پسندی کا اصول وضع ہوا، نیز جن بنیادوں پر غیر مسلموں سے اتحاد وتعاون ہوسکتا ہے ان کی نشاندہی کی گئی ہے۔ قبائلی عصبیت وقومیت کا خاتمہ ہوا اور عالمگیر برادری کا قیام عمل میں آیا، غیر مسلموں اور مختلف المذاہب افراد واقوام کے حقوق وفرائض اور مذہبی آزادی اعتدال پسندی کا اصول وضع ہوا، چنانچہ یہود مدینہ اور دیگر غیر مسلم اقلیتوں کو مذہبی اعتدال پسندی پر مبنی اس تاریخی دستاویز کی

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com



بدولت مندرجہ ذیل حقوق ومراعات حاصل ہوئیں! ا......اللہ کی حفاظت وضمانت ہر فریق کو حاصل ہے۔۲......امت کے غیر مسلم ممبروں کو بھی مسلمانوں کی طرح سیاسی اور مذہبی حقوق حاصل ہیں۔ امت کے ہر گروہ کو مکمل مذہبی آزادی اور اندرونی خود مختاری حاصل ہے۔
۳......امت کے دشمنوں سے مسلم اور غیر مسلم دونوں مل کر جنگ کریں گے اور مشترکہ طور پر اخراجات جنگ برداشت کریں گے، مسلم اور غیر مسلم دونوں ایک دوسرے کے بہی خواہ ہیں۔

(۸۰) عرب محقق اور سیرت نگار محمد حسین ہیکل لکھتے ہیں! ''یہ وہ تحریری معاہدہ ہے جس کی بدولت حضرت محمد ﷺ نے آج سے چودہ سو سال قبل ایک ایسا باضابطہ انسانی معاشرہ میں قائم کیا جس سے شرکاء معاہدہ میں ہر گروہ اور ہر فرد کو اپنے اپنے عقیدہ و مذہب کی آزادی کا حق حاصل ہوا، انسانی زندگی کی حرمت قائم ہوئی۔ اموال کو تحفظ ملا شہر امن کا گہوارہ بنا''۔(۸۱)

مولانا حامد الانصاری غازی لکھتے ہیں! یہودیوں کے ساتھ مذہبی روشن خیالی، آزادی اور ان کے حقوق کے تحفظ کی یہ تاریخی ساز دستاویز اور اس کی دفعات اپنی حقیقت پر آپ گواہ ہیں مذہبی، اعتدال پسندی، امن وسلامتی، آزادی اور انصاف کا ہر جوہر اس میں موجود ہے، یہ معاہدہ ان لوگوں کے ساتھ کیا گیا جو قرآن کی زبان میں ظلم اور گناہ کی راہ میں تیز رو تھے، جھوٹ کے عادی، حرام کھانے میں جری، سود خور، سرمایہ دار غریبوں کا مال ناحق ہضم کرنے والے تھے، پیغمبر اسلام ﷺ نے اس معاہدہ کے بعد بھی اس قوم کو مزید رعایتیں دیں مگر بدنام اور بدکردار یہودیوں نے ہر رعایت کو نظر انداز کر دیا۔(۸۲)

## ''صلح حدیبیہ'' سیاست خارجہ میں روشن خیالی واعتدال پسندی کا نمونہ

ڈاکٹر حمید اللہ صاحب جو مسلم انٹرنیشنل لاء کے ماہر سمجھے جاتے ہیں۔ انہوں نے معاہدات پر بہت سی کتب لکھی ہیں (جس میں الوثائق السیاسیۃ (۸۳) بھی شامل ہے) صلح حدیبیہ کو عہد نبوی کی سیاست خارجہ کا شاہکار کہنا چاہئے۔ اس معاہدے کا متن عربی ماخذوں میں کہیں تو پورا پورا، کہیں جستہ جستہ ملتا ہے، اس کا ترجمہ یہ ہے۔ ا...... تیرے نام سے اے اللہ، ۲...... یہ وہ معاہدہ ہے جو محمد بن عبداللہ اور سہیل بن عمرو میں طے ہوا۔۳......ان دونوں نے اس بات پر صلح کر لی ہے کہ دس سال تک جنگ روک دی جائے اس دوران میں لوگ امن سے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com



رہیں۔اور ایک دوسرے سے رکے رہیں۔۴..... یہ کہ محمد ﷺ کے ساتھیوں میں سے جو حج یا عمرے یا تجارت کے لئے مکہ آئے، تو اس کی جان و مال کا امان ہوگا۔اور قریش کا جو شخص تجارت کے لئے مصر یا شام (بروایت ابوعبید عراق یا شام) جاتے ہوئے مدینے سے گزرے تو اسے جان و مال کا امان حاصل ہوگا۔۵..... یہ کہ قریش کا جو شخص اپنے ولی (سرپرست) کی اجازت کے بغیر محمد ﷺ کے پاس آئے گا تو آپ اُسے اُن کے سپرد کردیں گے۔اور محمد کے ساتھیوں میں جو شخص قریش کے پاس آجائے گا وہ اُسے آپ ﷺ کے سپرد نہیں کریں گے۔
۶..... یہ کہ ہم میں باہم سینے ہر طرح بند رہیں گے (جن میں باہر سے کوئی غداری داخل نہ ہو سکے گی) اور نہ تو خفیہ کسی دوسرے کو مدد دی جائے گی نہ علانیہ خود خلاف عہد دغا کریں گے۔
۷..... یہ کہ جو محمد ﷺ کے معاہدے اور ذمہ داری میں داخل ہونا چاہتا ہے وہ بھی ایسا کر سکے گا۔اور جو قریش کے معاہدے اور ذمہ داری میں داخل ہونا چاہتا ہے وہ بھی ایسا کر سکے گا۔ (اس پر قبائل خزاعہ نے اُٹھ کر کہا کہ ہم محمد ﷺ کے معاہدے اور ذمہ داری میں شریک ہوتے ہیں اور بنی بکر نے کہا کہ ہم قریش کے معاہدے اور ذمہ داری میں شریک ہوتے ہیں) ۸..... یہ کہ تو اس سال ہمارے پاس سے واپس چلا جائے گا۔اور ہمارے ہاں مکہ نہ آئے گا البتہ سال آئندہ ہم باہر چلے جائیں گے اور تو اور تیرے ساتھی وہاں (مکے میں) داخل ہو کر تین راتیں ٹھہر سکیں گے۔تیرے ساتھ سوار کا ہتھیار ہوگا۔ یعنی تلوار میان میں پڑی ہوئی۔اس کے سوا کوئی اور ہتھیار لے کر تو وہاں نہ آسکے گا۔۹..... یہ کہ یہ قربانی کے جانور وہیں رہیں گے جہاں ہم نے اُن کو پایا (یعنی حدیبیہ میں) اور ان کو حلال کر دیا جائے گا۔اور اُن کو ہمارے پاس (مکہ قربانی کے لئے) نہیں لایا جائے گا۔اور صراحت کی جاتی ہے، ہمارے اور تمہارے حقوق اور واجبات برابر کے ہوں گے۔(۸۴) ان دونوں معاہدوں سے تعلیمات نبوی ﷺ کا جو پہلو نمایاں ہو کر سامنے آتا ہے وہ ہے برداشت، رواداری اور اللہ کے لئے دشمن سے اچھا سلوک کرنا تاکہ وہ اسلام کی جانب مائل ہو یہ دونوں معاہدے ایسے ہیں جن کی نظیر نہ دنیا پیش کر سکی ہے نہ پیش کر سکے گی۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com



## دشمنوں کے خلاف اعتدال پسندی

## وروشن خیالی پر مبنی ردعمل ظاہر کرنے کا حکم

مسلمانوں پر جو مظالم ڈھائے جارہے تھے، اس سے متاثر ہو کر ایک صحابی نے عرض کیا کہ ان دشمنوں کے حق میں بد دعاء فرمائیں یہ سن کر آپ ﷺ کا چہرہ مبارک سرخ ہوگیا۔(۸۵) ایک دوسرے موقع پر چند صحابیوں نے دشمنوں کے لئے اسی قسم کی بات کہی تو فرمایا میں دنیا کے لئے لعنت نہیں بلکہ رحمت بنا کر بھیجا گیا ہوں۔(۸۶) مکہ میں جن دنوں مسلمانوں پر مظالم ہو رہے تھے۔ تو سخت قحط پڑا، لوگ ہڈی اور مردار کھانے لگے آپ ﷺ کے شدید دشمن ابوسفیان نے آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ محمد! تمہاری قوم ہلاک ہو رہی ہے۔ اللہ سے دعاء کرو کہ یہ مصیبت جاتی رہے، آپ ﷺ نے فوراً دعاء کے لئے ہاتھ اٹھائے اور اللہ تعالیٰ نے اس مصیبت کو دور کر دیا۔(۸۷) طائف میں جب آپ ﷺ کی دعوت پہنچی تو وہاں کے لوگوں نے مبلغینِ اسلام پر بڑے مظالم ڈھائے۔ ان کو بکثرت ہلاک کیا۔ صحابہؓ نے رسول ﷺ سے عرض کیا کہ ان کے حق میں بد دعاء کیجئے، آپ ﷺ ہاتھ اٹھاتے ہیں لوگ سمجھتے ہیں کہ آپ بد دعاء فرمارہے ہیں۔ لیکن آپ یہ فرمارہے تھے! خداوند! ثقیف (اہل طائف) کو اسلام نصیب کر اور یہ دعا قبول ہو کر رہی۔(۸۸) اسی طرح آپ ﷺ سے ''اوس'' کے قبیلہ کے لئے دعا کرنے کو کہا گیا۔ تو آپ نے ان کے لئے یہ دعاء فرمائی! خداوند! ان کو ہدایت کر۔(۸۹) ان ایذا رسانیوں پر تبصرہ کرتے ہوئے مولانا شبلیؒ تحریر فرماتے ہیں!'' دنیا کی تاریخ میں کوئی مثال نہیں کہ نامانوس اور اجنبی صدائیں بہ رغبت سن لی گئی ہوں۔ حضرت نوح علیہ السلام کو سیکڑوں برس تک قوم کی نفرت اور دہشت کا سامنا رہا۔ یونان دنیا کی شائستگی کا معلم اول ہے تاہم اسی حکمت کدہ میں سقراط کو زہر کا پیالہ پینا پڑا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو دار و رسن کا منظر پیش آیا۔ اس بنا پر عرب اور قریش نے جو کچھ کیا وہ سلسلہ واقعات کی غیر معمولی کڑی نہ تھی لیکن غور طلب یہ ہے کہ اس کے مقابلہ میں سرور عالم ﷺ نے کیا کیا؟ سقراط زہر کا پیالہ پی کر فنا ہوگیا۔ حضرت نوح علیہ السلام نے مخالفت سے تنگ آکر قیامت خیز طوفان کی استدعا کی۔ اور دنیا کا ایک بڑا حصہ برباد ہوگیا۔ حضرت عیسیٰ

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com



علیہ السلام تیس چالیس شخصیتوں کی مختصر جماعت پیدا کر کے بروایت نصاریٰ سولی پر چڑھ گئے۔ لیکن سرور کائنات ﷺ کا فرض ان سب سے بالاتر تھا، خباب ابنؓ الارت نے جب قریش کی ایذارسانی سے تنگ ہوکر آپ ﷺ کی خدمت میں عرض کی کہ آپ ان کے حق میں بددعاء کیوں نہیں فرماتے تو آپ ﷺ کا چہرہ سرخ ہوگیا اور فرمایا کہ تم سے پہلے وہ لوگ گزر چکے ہیں جن کے سر پر آرے چلائے جاتے اور چیر ڈالے جاتے تھے تاہم وہ اپنے فرض سے باز نہ آئے خدا اس کام کو پورا کرے گا۔ یہاں تک کہ شتر سوار صنعاء سے حضر موت تک سفر کرے گا۔ اور اس کو خدا کے سوا کسی کا ڈر نہ ہوگا کیا یہ پیشین گوئی حرف بہ حرف پوری نہیں ہوئی۔''(۹۰)

ایک ہندو منوہر لال دل اظہار حقیقت اور خراج عقیدت پیش کرتے ہوئے کہتا ہے

آقا جو محمد ﷺ ہے عرب اور عجم کا
بے مثل نمونہ ہے مروت کا کرم کا
حاصل ہے جنہیں تیرے غلاموں کی غلامی
لیتے نہیں وہ نام کبھی قیصر و جم کا
کہتے ہیں جسے اہل جہاں احمدؐ مرسل
دریا ہے وہ الفت کا وہ منبع ہے کرم کا
کیا دل سے بیاں ہو تیرے اخلاق کی توصیف
عالم ہوا مداح تیرے لطف و کرم کا

# حرف آخر

مذاہب عالم میں اسلام ہی وہ ہمہ گیر آفاقی نظریہ حیات ہے جو انفرادی تبدیلی سے لے کر عالمی معاشرتی انقلاب تک اپنے ماننے والوں کو پاکیزہ اور صالح رہنمائی مہیا کرتا ہے۔

ایک پاکیزہ اور فلاحی معاشرے کی تشکیل کے لئے ضروری ہے کہ وہ ہر قسم کے بگاڑ سے قطعی طور پر پاک وصاف ہو۔ ذاتی کردار کی تطہیر وتزکیہ نفس جہاں انسانی روح میں بالیدگی پیدا کرتے ہیں وہیں شدید ضرورت ہے کہ اجتماعی طور پر ایسا نظام معاشرت ہو جو روحانی وفکری

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com



امراض کا موثر علاج کر سکے۔

قرآن کریم نے جناب ختمی مرتبت علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات کو ہمارے لئے بہترین نمونہ قرار دیا ہے۔ اگر ہم سیرت طیبہ ﷺ سے رہنمائی حاصل کرتے ہوئے اسلام کے پیغام کو قولاً وعملاً دنیا بھر میں پہنچائیں تو کوئی وجہ نہیں کہ اسلام کا بول بالا نہ ہو۔

قرآن کہتا ہے کہ ''تم ہی غالب ہوگے اگر تم مومن ہوگے'' جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ حجۃ الوداع میں یہ پیغام بھی دیا کہ جو لوگ یہاں موجود ہیں وہ ان تک ہمارا پیغام پہنچادیں جو یہاں موجود نہیں ہیں''

پس جو بہترین فلاحی معاشرہ سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے انسانیت کے لئے تشکیل دیا ہے وہ ہر دور کے انسانوں، اور ہر طبقہ کے مفاد اور ضروریات کو پورا کرنے کے لئے کافی ہے کیونکہ اس کا اصل موجد و شارع یعنی پیش کرنے والا اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔

## حواشی وحوالہ جات


۱۔ رسول اکرم ﷺ اور رواداری ڈاکٹر حافظ محمد ثانی فضلی سنز اردو بازار کراچی ۱۹۹۸ء، ص/۲۷۸-۲۷۹

۲۔ سید راشد علی/ تعارف سیاسیات/ کراچی/ رہبر پبلشرز/ ۱۹۹۱ء/ص ۱۴۰

۳۔ ماہنامہ نقوش رسول نمبر محمد طفیل/ ادارہ فروغ اردو/ لاہور جنوری ۱۹۸۳ء/ ج ۳/ص ۶۶۶

۴۔ سورۃ البقرہ/۲/۲۵۶

۵۔ سبل الھدیٰ والرشاد محمد بن یوسف الصالحی مطبوعہ القاہرہ ۱۹۷۲/ ج ۷/ص ۳۶

۶۔ ہم اور ہمارے رسول مولانا ظفر علی خان دفتر خاتون مشرق اردو بازار/ص ۵۳

۷۔ پیغمبر اخلاق/ ساجد الرحمٰن/ص ۲۴۳

۸۔ علماء دیوبند کی یادگار تحریریں، مرتب ابو حذیفہ محمد اسحاق ملتانی ادارہ تالیفات اشرفیہ ملتان، ۱۹۹۸ء، ج ۱، ص ۴۱۲-۴۱۳

۹۔ القرآن، سورۃ آل عمران ۳/۱۳۴

۱۰۔ القرآن حکیم

۱۱۔ ریاض الصالحین محی الدین ابی زکریا النووی مترجم عابد الرحمٰن سعید اینڈ سنز کراچی، ج، ص ۳۹۷

۱۲۔ موطا امام مالک، ج ۲/ص ۹۰۵-۹۰۶، کتاب حسن الخلق باب ماجاء فی الغضب

۱۳۔ مسند احمد، ج ۵، ص ۱۵۲، سنن ابوداؤد حدیث نمبر ۴۷۸۲

14. H.G. Wells/ A Short history of the world London, 1924. P.140


© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com




۱۵۔ محمد حمید اللہ، رسول اکرم ﷺ کی سیاسی زندگی، دارالاشاعت کراچی، ۱۹۸۸ء، ص ۱۲۲۸ انجیل کے لئے دیکھئے انجیل متی/ ج ۱۰، ص ۶۔ ج ۱۵، ص ۲۴

۱۶۔ القرآن، سورۂ آل عمران، آیت ۶۴

۱۷۔ القرآن، البقرہ

۱۸۔ محمد حمید اللہ، رسول اکرم ﷺ کی سیاسی زندگی، ص ۲۲۹۔۲۳۰

۱۹۔ سلیمان ندوی، سیرت النبی ﷺ، مکتبہ مدینہ لاہور، ۱۴۰۴ھ، ۴/۲۱۰۔۲۱۲

۲۰۔ برکات احمد، رسول اکرم ﷺ اور یہود حجاز، (مترجم ڈاکٹر مشیر الحق ندوی) مکتبہ عالیہ لاہور، ۱۹۸۹ء، ص ۸۲

۲۱۔ حسین ہیکل، حیاۃ محمد ﷺ (عربی) مطبعۃ النہضۃ العصریۃ، القاہرہ، ۱۹۴۷ء، ص ۲۲۷

۲۲۔ حامد الانصاری، اسلام کا نظام حکومت، مکتبہ عالیہ لاہور، ۱۹۸۷ء، ص ۳۶۴

۲۳۔ البلاذری، فتوح البلدان، دارالنشر القاہرہ، ۱۹۵۷ء، ص ۷۲، نیز دیکھئے: محمد حمید اللہ، الوثائق السیاسیۃ فی العہد النبوی ﷺ، مطبعۃ لجنۃ التالیف والترجمۃ، القاہرہ، ۱۹۴۱ء، ص ۸۰۔۸۱

۲۴۔ امیر علی، روح اسلام، ادارہ ثقافت اسلامیہ لاہور، ۱۹۹۲ء، ص ۱۷۹۔۱۸۰

25. Gibbon. Edword the decline and fall of the roman empire. every mans edition, vol, v.p.269,270

۲۶۔ محمد سلیمان منصور پوری، رحمۃ للعالمین، دارالاشاعت کراچی، ۱۴۱۱ھ، ۱/۱۲۹

۲۷۔ سوامی لکشمن پرشاد، عرب کا چاند، مکتبہ تعمیر انسانیت لاہور، ص ۳۵۳، طبع پنجم

۲۸۔ اکانوسٹ، ۱۶/ اکتوبر، ۲۰۰۱ء، ص ۵۲

۲۹۔ ماہنامہ محدث، نومبر، ۲۰۰۱ء، ص ۴۷

۳۰۔ ایضاً، ص ۴۸

۳۱۔ پروفیسر خورشید احمد، امریکہ، مسلم دنیا کی بے اطمینانی، ص ۷۸۔۷۹

۳۲۔ ڈیورنٹ، آرنیل ڈیورنٹ، تاریخ کا سبق (ترجمہ محمد بن علی باوہاب) یونائٹڈ بک کارپوریشن کراچی (س۔ن) ص ۱۰۰

۳۳۔ ہفت روزہ اخبار جہاں کراچی، ص ۶۲۔۲۵، ستمبر تا یکم اکتوبر ۱۹۹۵ء، (بحوالہ گینز بک آف ورلڈ ریکارڈ

۳۴۔ ول ڈیورنٹ، تاریخ کا سبق، ص ۱۵۸

۳۵۔ ابوالکلام آزاد، رسول رحمت ﷺ، ص ۸۳۔۸۴

۳۶۔ محمد ثانی، تجلیات سیرت، ص ۱۲۲

۳۷۔ رسول اکرم ﷺ اور رواداری، ڈاکٹر حافظ محمد ثانی، فضلی سنز اردو بازار کراچی، ۱۹۹۸ء، ص ۲۴۶۔۲۵۵

38. The Encyclopedia of region a mircea eliade editor in chief macmillan pub.com new yourk 1983. Vol:15. P-435

۳۹۔ عمل المراۃ وموقف الاسلام منہ، دکتور عبدالرب نواب دار العاصمۃ، سعودی عرب ۱۹۸۹ء، ص ۳۶


© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com




۴۰۔ سہ ماہی منہاج لاہور، حصہ سوئم جنوری ۱۹۸۵ء، ص ۹۶۔۹۷

۴۱۔ پردہ، ابوالاعلیٰ مودودی، اسلامک پبلی کیشنز لاہور، ص ۱۷

۴۲۔ عمل المراۃ موقف الاسلام، عبدالرب، ص ۲۱

۴۳۔ پردہ، ابوالاعلیٰ مودودی، ص ۲۱

۴۴۔ ایضاً، ص ۲۴

۴۵۔ ایضاً، ص ۲۴

۴۶۔ اسلام میں عورت کا مقام، ڈاکٹر اسرار احمد، انجمن خدام القرآن لاہور، ۱۹۹۲ء، ص ۱۸

47. Women and islam an historical and theological enquiry by Fatmamemissi Translatet Mary Jolakeland pub 1991 Oxford P.180

48. Muhammad Encyclopedia of Seerah. byDr. Abdullah-o-Nassef. Serah Foundation Lond 1987, Vol: V. P-107

۴۹۔ عمل المراۃ موقف الاسلام منہ، ص ۲۹

۵۰۔ سورۃ یونس، ۱۰۔۹۹

۵۱۔ سورۃ النحل، ۱۶۔۱۶۴

۵۲۔ سورۃ الفاتحہ ۱،۱۔۲

۵۳۔ سورۃ الانعام، ۵۴

۵۴۔ سورۃ الزمر، ۵۳

۵۵۔ سورۃ سباء، ۲۸

۵۶۔ سورۃ انبیاء، ۱۰۷

۵۷۔ سورۃ یونس، ۵۷

۵۸۔ سورۃ المائدہ ۳۲

۵۹۔ سورۃ الانعام، ۱۵۱

۶۰۔ سورۃ الانعام ۱۵۱

۶۱۔ سورۃ البقرۃ ۲۰۵، مائدہ ۶۴

۶۲۔ القرآن کریم

۶۳۔ سورۃ البقرۃ ۱۰۹

۶۴۔ سورۃ الاعراف ۱۹۹

۶۵۔ سورۃ سورۃ البقرۃ ۸۳

۶۶۔ صحیح بخاری، ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل البخاری، ج ۲، ص ۱۰۲۱

۶۷۔ ایضاً، ج ۲، ص ۸۸۹

۶۸۔ سنن ترمذی، محمد بن عیسیٰ الترمذی، ج ۲، ص ۱۴

۶۹۔ مسند احمد بن حنبل، مطبوعہ بیروت، ج ۳، ص ۲۷۳

۷۰۔ سنن ترمذی محمد بن عیسیٰ الترمذی، ج ۲، ص ۵۴، سنن ابن ماجہ، ابوعبداللہ محمد بن یزید ابن ماجہ، مطبوعہ کراچی، ص ۳۲۱

۷۱۔ صحیح بخاری ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل، ج ۲، ص ۸۹۶

۷۲۔ سرور کونین اغیار کی نظر میں، سید شبیر احمد شاہ، کتاب مرکز گوجرانوالہ، ۱۹۹۰، ص ۱۷

۷۳۔ عہد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں نظام حکمرانی، ڈاکٹر محمد حمید اللہ، اردو اکیڈمی کراچی، ۱۹۸۷، ص ۷۶

۷۴۔ رسول اکرم ﷺ کی سیاسی زندگی، ڈاکٹر محمد حمید اللہ، دارالاشاعت کراچی، ۱۹۸۷ء، ص ۲۵۵

۷۵۔ خطبات بہاولپور، ڈاکٹر محمد حمید اللہ، ادارہ تحقیقات اسلامی اسلام آباد، ۱۹۹۲ء، ص ۲۳۶


© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com



۷۶۔ مسلمانوں کا نظم مملکت، ڈاکٹر محمد حمید اللہ، ص ۸۱۔۱۴۷

۷۷۔ اردو دائرہ معارف اسلام، دانش گاہ پنجاب لاہور، ۱۹۸۶ء، ج ۱۹، ص ۱۶۱

۷۸۔ رسول اکرم ﷺ اور یہود حجاز مکتبہ عالیہ، لاہور ۱۹۸۹ء،

۷۹۔ حیات محمد صلی اللہ علیہ وسلم، محمد حسین ہیکل، مطبعۃ النھضۃ العصریہ، ۱۹۴۷ء، ص ۲۲۷

۸۰۔ مندرجہ بالا مذکورہ کتب سے ماخوذ ہے۔

۸۱۔ حیات محمد ﷺ محمد حسین ہیکل، ص ۲۲۷

۸۲۔ اسلام کا نظام حکومت، مولانا حامد الانصاری، غازی الفیصل ناشران وتاجران اردو بازار، لاہور، ص ۳۶۲

۸۳۔ الوثائق السیاسیۃ ڈاکٹر محمد حمید اللہ، مطبوعہ مصر، ۱۳۶۰ھ

۸۴۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیاسی زندگی ڈاکٹر محمد حمید اللہ ادارہ اسلامیات انارکلی لاہور، ص ۱۲۶ تا ۱۴۸ مزید دیکھئے ماخذ ہائے متین، تفسیر طری، ج ۲۶، ص ۶۱، سیرۃ ابن ہشام، ص ۷۴۷ تا ۷۴۸، طبقات ابن سعد، ج ۱، حصہ دوم ۲، ص ۴۷، ج ۲، حصہ ۱، ص ۷۰ تا ۷۱، تاریخ طبری، ص ۱۵۴۶ تا ۱۵۴۷، فصل حدیبیہ، تاریخ ابن کثیر، ج ۴، ص ۱۶۸ تا ۱۶۹، تاریخ ابن الاثیر، ج ۲، ص ۱۵۶، سیرۃ حلبی ج ۳، ص ۲۳، کتاب الاموال الابی عبید، ص ۴۴۱ تا ۴۴۴ صحیح مسلم کتاب الجہاد فتوح البلدان بلاذری، ص ۳۶، تاریخ یعقوبی ج ۲، ص ۵۵، مصنف ابن ابی شیبہ کتاب الخراج لابی یوسف ۱۲۹، کنز العمال، ج ۵، نمبر ۵۵۳۴

۸۵۔ سیرت النبی ﷺ شبلی نعمانی، ج ۲، ص ۳۷۸، اور صحیح بخاری باب بعثۃ النبی

۸۶۔ سیرت النبی ﷺ شبلی نعمانی ۲، ص ۳۷۸، مشکوۃ المصابیح باب اخلاق النبی ﷺ

۸۷۔ سیرت النبی ﷺ شبلی نعمانی، ج ۲، ص ۳۷۹

۸۸۔ سیرت النبی ﷺ شبلی نعمانی، ج ۲، ص ۳۷۹، اور طبقات ابن سعد، غزوہ طائف

۸۹۔ سیرت النبی ﷺ شبلی نعمانی، ج ۲، ص ۳۸۸، صحیح مسلم مناقب اوس

۹۰۔ سیرت النبی ﷺ شبلی نعمانی، ج ۱، ص ۲۳۸۔۲۳۹

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com



پروفیسر سید شعیب اختر ☆

# مذہبی انتہاء پسندی کا جائزہ
## سیرت طیبہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آئینہ میں

دور حاضر میں معاشرہ بے شمار معاشرتی برائیوں میں گرفتار ہو چکا ہے، اگر حقیقت پسندانہ طور پر جائزہ لیا جائے تو یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ ہمارا معاشرہ سیاسی، سماجی، مذہبی، تعلیمی، اقتصادی، ہر شعبے میں مسائل کا شکار ہے اگر ہم آج کے تناظر میں امت مسلمہ کے مسائل کا جائزہ لیں تو اس بات کا ادراک ہوتا ہے کہ آج کے معاشرتی مسائل کا حل صرف اور صرف حیات طیبہ ﷺ اور قرآن پاک میں موجود ہے کیونکہ انسان جو ایک نائب کی حیثیت سے دنیا میں بھیجا گیا ہے ار روئے زمین پر اشرف المخلوقات کے درجہ پر فائز ہے، جب انسان اسلام کے بتائے ہوئے دینی، مذہبی، سیاسی، تعلیمی، ثقافتی و معاشرتی و روحانی اصولوں کی اچھی طرح پاسداری کرتا ہے تو وہ بلاشبہ معاشرے کا ایک صالح فرد بن جاتا ہے، ایسا انسان جو صالحیت کا پیکر مجسم ہو وہ معاشرے کی جان و شان ہوتا ہے، اس کی حیات زندگی بے غرضی، خوش بختی، اعلیٰ اخلاق، روشن ضمیری، رضائے الٰہی، اعتدال پسندی، قانون کی پاسداری و پابندی، عفو و درگزر، برائی کے بدلے نیکی، اظہار صبر و شکر، خدا کے لئے دوستی، چھوٹوں سے شفقت و پیار اور بڑوں کی توقیر میں بسر ہوتی ہے۔ (۱) اسلام کی یہ خصوصیت ہے کہ حد سے بڑھی ہوئی انفرادیت پسندی اور اعتدال سے بڑی ہوئی اجتماعیت کے مابین راہ اعتدال ہے، یہ نہ تو فرد کو کھلی چھٹی دیتا ہے کہ جس طرح چاہیں اجتماعی مصالح کو اپنی حرص کی بھینٹ چڑھا دیں اور نہ ہی معاشرے کو یہ حق دیتا ہے کہ فرد کو بے جان کل پرزہ سمجھ کر جس طرح چاہے اس سے کام لیتا رہے، اسلام کی نظر میں ہر فرد ملت کے مقدر کا ستارہ ہے اور اسی بات کو اقبال نے یوں اشعار کے انداز میں فرمایا:

ہر فرد ہے ملت کے مقدر کا ستارہ

---

☆ لیکچرر گورنمنٹ کالج [illegible]

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com



دین اسلام نے فرد اور معاشرہ دونوں کو احکام الٰہی کا پابند بنایا ہے اور ان میں سے کسی کو من مانی کارروائیاں کرنے کے لئے آزاد نہیں چھوڑا، مسلمانوں کے اندر پیدا شدہ خرابیوں کو دور کرنے کے لئے ہر دور میں بزرگان دین وعلمائے کرام نے اپنا کردار ادا کیا، برصغیر پاک و ہند میں جب سلطنت مغلیہ تمام معاشرتی برائیوں اور گروہ بندیوں میں تقسیم ہوگئی تھی اس موقع پر شاہ ولی اللہ نے تحریر وتصنیف کے ذریعہ مسلمانوں کے اختلاف کو چاہے وہ فقہی ہوں یا مسلکی ختم کرنے کی کوشش کی، آپ نے چاروں فقہوں میں مطابقت پیدا کرنے کی سعی کی۔ (۲)

حضرت شاہ ولی اللہؒ فرماتے ہیں:

جب انسانوں کا کوئی گروہ ایک قوم یا ملت بنتا ہے تو وہ ان بنیادی اصولوں کی اساس پر بنتا ہے، جو ان میں مشترک ہوتے ہیں، آج تک دنیا میں کوئی ایسی قوم نہیں گزری جس کے تمام افراد اور تمام گروہ چھوٹے چھوٹے فروعی مسائل میں بھی ایک ہی رائے رکھتے ہوں، اب اگر کوئی قوم سمجھدار اور فراخ دل ہوگی تو بنیادی امور کے اتفاق کو سمجھے گی اور فروعی اختلاف ہونے کے باوجود باہم مل کر کام کرے گی لیکن اگر وہ تنگ نظری اور تعصب کی بھینٹ چڑھ جائے تو حال یہی ہوگا کہ قوم میں بے اتفاقی اور جنگ وجدال ہوگا وہ قوم ہر لحاظ سے کمزور ہو جائے گی اور آخر کار نوبت بربادی تک آجائے گی۔ (۳)

سرکار دو عالم ﷺ کی سیرت طیبہ ہمیں اس بات کا درس دیتی ہے کہ ہم ایک دوسرے کے لئے نرم گوشہ رکھیں، تحمل و بردباری سے کام لیں جن اختلافات کو ہم سر عام ہوا دیتے ہیں ان کے حل کے لئے تنہائی میں مل بیٹھ کر کوشش کریں، اسلام کے فلسفہ اجتماعیت کو سمجھیں، راہ اعتدال سے نہ ہٹیں اور حضور ﷺ کے ارشادات پر لازماً عمل کریں۔

مذہبی انتہا پسندی کا رجحان کس طرح پیدا ہوتا ہے؟ کیوں پیدا ہوتا ہے اور کہاں رنگ دکھاتا ہے؟ اس کی کئی سطحیں، کئی درجے ہیں، ایک زمانہ تھا کہ کبر ونخوت، غصہ اور مذہبی انتہا پسندی کا مظاہرہ صرف وہ لوگ کیا کرتے تھے جو واقعی کہیں کے حاکم، بادشاہ، حکمراں ہوتے، جاگیردار، نمبر دار، جہانگیر و جاں دار ہوتے یا ملک وڈیرے، لوگوں کے ان داتا،

© rasailojaraid.com